﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک20مارچ 2015ء — 29/جمادی الاوّل 1436 ہجری قمری ❁ 20/امان 1394 ہجری شمسی | شمارہ12

بچپن میں تحصیل علم

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بچپن میں علم سیکھنے والے کی مثال پتھر پر نقش کی طرح ہے اور بڑھاپے میں علم سیکھنے والے کی مثال پانی پر لکھنے کی مانند ہے۔

(مجمع الزوائد باب حث الشباب علی طلب العلم جلد 1صفحہ 125)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں

’’انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں، نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو **میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں، اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں۔** دنیا میں لوگوں نے جس قدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لئے نکالے ہیں اور خدا کی شناخت کے جو اصول تجویز کئے ہیں وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ہیں اور محض خیالی باتیں ہیں جن میں سچّائی کی کوئی رُوح نہیں ہے۔ میں ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کروں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے۔ جب تک اس اصول پر یقین کامل نہ ہو گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ دراصل خدا ہے اور ہونا چاہئے، یہ دو لفظ ہیں جن میں بہت بڑے غور اور فکر کی ضرورت ہے۔

پہلی بات کہ خدا ہے، یہ علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہہ سے نکلتی ہے۔ اور دوسری بات قیاسی اور ظنّی ہے۔ **مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو وہ صرف نظام شمسی اور دیگر اجرام اور مصنوعات پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہہ دے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک مدبّر اور حکیم و علیم صانع کی ضرورت ہے تو اس سے انسان یقین کے اس درجہ پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا جو ایک شخص خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق خدا ہے۔** وہ معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اسے دیکھتا ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ **ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے، سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔** کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ نری ضرورت کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا جو الٰہی رُعب پیدا کر کے اسے گناہ کی طرف دوڑنے سے بچا لے اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر جو براہ راست خدا کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لئے اس جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی پاتا ہے جو اس کو بدیوں سے بچا لیتی اور تاریکی سے نجات دیتی ہے۔ اس کی بدی کی قوتیں اور نفسانی جذبات پر خدا کے مکالمات اور پُر رعب مکاشفات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے لگتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے۔ جیسے ایک شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جو شخص خدا کی جلالی تجلّیات کے نیچے آتا ہے اس کی شیطنت مر جاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ پس یہی وہ یقین اور معرفت ہوتی ہے جس کو انبیاء علیہم السلام آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے گناہ سے نجات پا کر پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طریق پر خدا نے جو مجھے مامور کیا ہے اور **میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے**‘‘۔

(ملفوظات جلد2۔صفحہ 10-9۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں

’’**میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں** کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے، یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ **سو مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔** سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا، بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ **اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علّتِ غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔** اور یہ طریق ایمان کی تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ اوّل قرآن شریف کی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنی اور اس کے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پُر ہیں اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جس قدر مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسی قدر ان کا ایمان بھی ترقی پذیر ہوگا۔ اور دوسرا طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کے لئے مجھے عطا کیا گیا ہے تائیدات سماوی اور دعاؤں کا قبول ہونا اور نشانوں کا ظاہر ہونا ہے۔ چنانچہ اب تک جو نشان ظاہر ہو چکے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جن کے قبول کرنے سے کسی منصف کو گریز کی جگہ نہیں‘‘۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد13 صفحہ 305-304 حاشیہ)

خطبۂ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نہ صرف لڑکا لڑکی جو بندھن میں پروئے جارہے ہیں بلکہ دونوں خاندانوں کو بھی ایک دوسرے کا احترام اور عزت کرنی چاہئے اور پھر ہی شادیاں کامیاب بھی ہوتی ہیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21فروری 2013ء بروز جمعرات مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ مصباح حیدر بنت مکرم حیدر الدین ٹیپو صاحب کراچی کا ہے جو عزیزم اعزاز احمد خواجہ ابن مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب سیالکوٹ کے ساتھ پانچ لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ کیونکہ لڑکا یہاں نہیں ہے (اس لئے) مکرم بشیر احمد مبشر صاحب ان کے وکیل ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ نکاح، شادی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے اور وہی رشتے کامیاب ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی باتوں کی طرف توجہ دینے والے ہوں کہ ہر رشتے کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ اور نہ صرف لڑکا لڑکی جو بندھن میں پروئے جارہے ہیں بلکہ دونوں خاندانوں کو بھی ایک دوسرے کا احترام اور عزت کرنی چاہئے اور پھر ہی شادیاں کامیاب بھی ہوتی ہیں۔

دوسرے جب بھی یہ رشتے قائم ہوں تو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مختلف طبائع ہوتی ہیں اور مختلف طبائع اسی وقت ایک کامیاب زندگی گزار سکتی ہیں جب ایک دوسرے کی برائیاں نظر انداز کی جائیں اور ایک دوسرے کی خوبیاں اور اچھائیاں تلاش کی جائیں۔ اگر رشتوں میں یہ شروع ہو جائے، اکثریت میں یہ بات پیدا ہو جائے تو ہمارے ہاں آج کل بعض دفعہ جو بعض رشتے ٹوٹتے ہیں اور قابل فکر حد تک اس میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بہتری پیدا ہوسکتی ہے۔

اللہ کرے کہ یہ رشتہ جو آج قائم ہونے والا ہے یہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ عزیزہ مصباح حیدر، حیدر الدین ٹیپو صاحب کی بچی ہے اور بڑے اخلاص سے جماعت سے اور خلافت سے تعلق رکھنے والی بچی ہے۔ مجھے ایک دو دفعہ اس کا تجربہ ہوا ہے۔ بعض باتوں پر مَیں نے اسے روکا، جو اس کی مرضی کے خلاف باتیں تھیں، بعض رشتے تھے تو فوراً اس نے اس پر عمل کیا۔ کسی قسم کی چُون وچرا نہیں کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس کو اس رشتہ میں ہمیشہ خوشیاں ہی ملیں۔ ٹیپو صاحب بھی ویسے تو اپنا Business کرنے والے ہیں لیکن پرانا احمدی خاندان ہے اور اللہ کے فضل سے آج کل جماعت کی بعض خدمات مرکز میں بھی اور قادیان میں بھی ان کے سپرد کی گئی ہیں جو انہوں نے بڑے احسن رنگ میں سرانجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔ اور بچوں کی طرف سے خوشیاں دکھائے۔ اسی طرح خواجہ اعزاز جو ہیں خواجہ مظفر احمد صاحب سیالکوٹ کے بیٹے ہیں۔ یہ خاندان بھی پرانا خاندان ہے۔ خدمت کرنے والا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جوڑے کو آئندہ کامیاب زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور نیک اور خادم دین نسل پیدا ہو۔ آمین۔ اب ان چند الفاظ کے ساتھ نکاح کا اعلان کروں گا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا ، رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کے احکامات پر عمل کرنا اور ان کی پابندی کرنا اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر وہ ان ترقیوں اور برکتوں سے حصہ نہیں لے سکتا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت اور جماعت سے وابستہ کر رکھی ہیں۔

خلافت سے خود بھی وابستہ رہنے اور اپنی اولاد کو بھی اس سے وابستہ رکھنے کے لئے خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی نصائح کی جاتی ہیں اور جن امور کی طرف بھی خطبات میں توجہ دلائی جاتی ہے ان پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوں بلکہ اپنے بچوں کو بھی ان کی طرف توجہ دلائیں اور ان پر عمل کروائیں۔

اپنے پردوں کی طرف خاص طور پر توجہ کریں اور یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کے بارہ میں ہمارے لئے کیا احکامات دیئے ہیں۔ ان احکامات پر غور کریں اور ان پر پوری طرح عمل کریں۔

آپ جہاں اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کریں وہاں اپنی ظاہری حالتوں میں بھی ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو کسی غیر کو کبھی بھی آپ پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہ دے۔

لجنہ اماء اللہ پاکستان کی شوریٰ منعقدہ 2014ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام جو دنیا بھر کی لجنہ اماء اللہ کے لئے نہایت اہم ہے

عزیز ممبرات لجنہ اماء اللہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لجنہ اماء اللہ پاکستان کی شوریٰ ہو رہی ہے اور شوریٰ کے لئے جو نمائندگان منتخب کی جاتی ہیں ان کی ذمہ داری صرف شوریٰ کے اجلاس کی حد تک نہیں ہوتی بلکہ شوریٰ کی سفارشات کے پاس ہونے کے بعد ان کا ایک اور بھی کردار ہونا چاہئے جو سارے سال پر پھیلا ہوا ہو۔ انہیں مرکزی طور پر بھی اور اپنی مقامی مجلس کی سطح پر بھی یہ نظر رکھنی چاہئے کہ امسال شوریٰ کی جو تجاویز منظور ہوئیں ان پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔ وہ اگر عہدیدار نہ بھی ہوں تو تب بھی بحیثیت شوریٰ ممبراُن کا یہ کام ہے کہ وہ نظر رکھیں کہ کس حد تک عمل ہو رہا ہے اور پھر اگر کہیں کوئی کمی دیکھیں تو متعلقہ عہدیداروں کو اس طرف توجہ دلائیں۔

دوسرے ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اللہ نے مقدّر رکی ہوئی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ اسی طرح خلافت کے جاری رہنے کا بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کیا اور اس وعدے کی وضاحت پوری تفصیل سے آپ نے رسالہ الوصیت میں بیان کی ہے۔ اس لئے یہ نظام خلافت تو انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا لیکن ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے اس کو خلافت سے تعلق جوڑنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ کسی پہلے خلیفہ سے زیادہ یا کسی بعد کے خلیفہ سے کم تعلق کا اظہار کیا جائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کے احکامات پر عمل کرنا اور ان کی پابندی کرنا اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر وہ ان ترقیوں اور برکتوں سے حصہ نہیں لے سکتا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت اور جماعت سے وابستہ کر رکھی ہیں۔

اس لئے آپ اپنے بھی جائزے لیں اور اپنے گھروں میں بھی سب کے جائزے لیں اور صرف جائزے ہی نہ لیں بلکہ خلافت سے خود بھی وابستہ رہنے اور اپنی اولاد کو بھی اس سے وابستہ رکھنے کے لئے خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی نصائح کی جاتی ہیں اور جن امور کی طرف بھی خطبات میں توجہ دلائی جاتی ہے ان پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوں بلکہ اپنے بچوں کو بھی ان کی طرف توجہ دلائیں اور ان پر عمل کروائیں۔ اگر عورتیں اپنے گھر کی اکائی سے اس اصلاح کی طرف توجہ دیں اور اس میں حصہ لینے والی بن جائیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے تربیتی معاملات میں بہت بہتری آسکتی ہے۔

پاکستان میں عورتوں اور خاص طور پر نوجوان پڑھی لکھی بچیوں کے بارہ میں یہ اطلاعیں بھی مجھے ملتی رہتی ہیں کہ ان میں پردے کا معیار کم ہوتا جارہا ہے۔ حالانکہ مَیں بار بار اس طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ اور صرف میرا توجہ دلانا ہی نہیں بلکہ یہ تو قرآن کریم کا ایک بنیادی حکم ہے۔

اگر آپ کے پردہ کا معیار پہلے اچھا تھا اور اب اس میں کمی آگئی ہے تو یہ بات لوگوں کو آپ پر انگلی اٹھانے کا موقعہ دے گی۔ اسلام میں جو پردے کا حکم ہے اس پردے کا افریقہ کی عورتوں میں، غیر مسلم عورتوں میں کوئی تصوّر نہیں تھا اور نہ ہی مسلمان ہونے سے پہلے ان کے پردے کا کوئی معیار تھا۔ لیکن جب وہ عیسائیت سے، لامذہبیت سے مسلمان ہوئیں تو ان کے نزدیک سر اور جسم کو اچھی طرح سے ڈھانپ لینا ہی پردہ قرار پایا اور انہوں نے پھر ہمیشہ اپنے اس پردہ کے معیار کو قائم رکھا ہے۔ بلکہ اس میں بہتری بھی کر رہی ہیں۔ بعض نے انتہائی اچھا معیار بھی قائم کرلیا ہے۔

لیکن آپ لوگ اگر برقعوں یا نقابوں سے اب کھلے چہروں یا ایسے کوٹوں کی طرف آجائیں گی جس سے جسم کی بناوٹ ظاہر ہوتی ہو تو یہ آپ کے پردوں کے معیار میں کمی ہوگی۔ پس اپنے پردوں کی طرف خاص طور پر توجہ کریں اور یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کے بارہ میں ہمارے لئے کیا احکامات دیئے ہیں۔ ان احکامات پر غور کریں اور ان پر پوری طرح عمل کریں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں گی تو آپ ان فیوض و برکات سے حصہ پانے والی بنیں گی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ اور پاکستان میں رہنے والی احمدی خواتین کو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ اور جلد تر حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور حالات کی وجہ سے جن محرومیوں کا شکار ہیں ان سے جلد سے جلد تر چھٹکارا حاصل کرنے والی بنیں۔ خاص طور پر شہری مجالس اور پڑھی لکھی لڑکیوں کو اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی ان کی طرف یہ کہہ کر انگلی نہ اٹھا سکے کہ یہ دعویٰ تو پکّا مسلمان ہونے کا کرتی ہیں لیکن ان کے عمل قرآنی تعلیم کے خلاف ہیں۔ پس آپ جہاں اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کریں وہاں اپنی ظاہری حالتوں میں بھی ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو کسی غیر کو کبھی بھی آپ پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہ دے۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو ہمیشہ خلافت سے وفا کا تعلق بھی قائم رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ مجھے آپ کی طرف سے خوش کن خبریں ہمیشہ ملتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد تر ایسے سامان پیدا فرمائے کہ جلسوں اور اجتماعوں کی رونقوں اور برکتوں سے آپ دوبارہ فیضیاب ہوسکیں۔ آمین

پاکستان کے احمدی ہمیشہ میری نظروں اور دعاؤں میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 341

مکرم عبدالحمید عیسیٰ شیخ صاحب

مکرم عبدالحمید عیسیٰ شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ:

مَیں شام سے ہوں اور میرا تعلق سادات سے ہے یعنی ہمارا نسب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

مَیں بھی اپنے معاشرے کے مسلمانوں کی طرح مروّجہ روایتی عقائد کا پیروکار تھا۔لیکن کبھی کبھی بعض امور کے بارہ میں سوچنے کا موقع ملتا تو ایسے سوال پیدا ہوتے جن کا میرے پاس کوئی جواب نہ ہوتا تھا۔مثلاً میں مروّجہ عقائد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تو مانتا تھا لیکن اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتا اور کہتا کہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی کھلی اور وسیع فضاؤں میں ایک شخص اکیلا بیٹھا ہو جسے وہاں پر کوئی کام بھی نہیں ہے۔اور اگر کوئی کام ہے تو وہ کیا ہے؟ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک رسول کو وہاں کیوں رکھا ہوا ہے؟

میرے پاس نہ تو وفات مسیح کی کوئی برہان تھی اور نہ ہی حیاتِ مسیح کے اثبات کے لئے کوئی مضبوط دلیل۔

رؤیا کے بعد حقیقی اسلام کی تلاش

باوجود دینی ماحول میں پلنے بڑھنے کے اور باوجود سادات سے تعلق ہونے کے اور باوجود 35 سال کی عمر کو پہنچ جانے کے مَیں دینی احکام کا پابند نہ تھا۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کی نافرمانی پر مجھے شدید ندامت تھی۔

انہی ایام میں مَیں نے ایک رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔آپ پتھروں کی ایک دیوار بنا رہے تھے۔ہم بھی آپؐ کے ساتھ اس تعمیر کے کام میں شامل ہوجاتے ہیں۔اچانک دیکھتا ہوں کہ آپؐ میرے سامنے آکر فرماتے ہیں کہ یہ دیوار اسلام اور مسلمانوں کے لئے بنائے جانے والے ایک مرکز کی ہے۔پھر فرمایا کہ شادیاں کرو اور اولاد پیدا کرو تا مسلمانوں کی کثرت ہوجائے۔اس رؤیا کے بعد مَیں نے صحیح اسلام کی تلاش شروع کردی۔

آخری زمانے کے فتنے اور امام مہدی

مجھے مطالعہ کی عادت تھی اور مَیں نے بہت سی مختلف الانواع کتب کا مطالعہ کیا۔پھر ٹی وی چینلز کا زمانہ آگیا اور جب بکثرت دینی پروگرام نشر ہونے شروع ہوئے تو مَیں انہیں سننے لگا لیکن ان پروگرامز سے مجھے کچھ فائدہ نہ ہوا۔بالآخر مَیں نے دوبارہ کتب کا رخ کیا اور پیسے جمع کر کے ابن کثیر کی کتاب ’’البدایۃ والنہایۃ‘‘ کی جلدیں خریدیں۔اس میں جب آخری زمانے کے فتنوں اور جنگوں کی خبروں کا بیان دیکھا تو ایک ماہ تک اس کی کتاب الفتن ہی پڑھتا رہا۔ان امور کے مطالعہ کے دوران مَیں نے اپنے ایک دوست سے باتوں کے دوران کہا کہ آج کے زمانے میں جس قدر فتنے ہیں اور جس قدر اخلاقی وروحانی بیماریاں پیدا ہوچکی ہیں ان کی اصلاح کے لئے تو کئی آئمہ کی ضرورت ہوگی ایک امام مہدی شاید ناکافی ہوگا۔

عالَمِ جنّات کی تلاش

انہی ایام میں مجھے ایک شخص کا خیال آیا جس کے بارہ میں کئی سالوں سے بہت کچھ سنتا آرہا تھا اور ملنے کی خواہش تھی لیکن کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔عجیب بات یہ ہے کہ آخری زمانے کی علامات اور خبریں پڑھنے کے دوران میرے دل میں اس شخص سے ملنے کی شدید خواہش پیدا ہوئی اور ایک غیبی قوت کے زیر اثر مَیں فوراً اس کو ملنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔اس شخص سے مل کر مَیں نے کہا میری آپ سے ملاقات کا مقصد یہ ہے کہ مَیں ایک عرصہ سے عالَمِ جنّات کے بارہ میں سوچ رہا ہوں لیکن کبھی کسی جنّ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ایسی صورت میں جنّوں کے وجود پر ایمان کیونکر ممکن ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کچھ دیر کے بعد ٹی وی پر اسی موضوع کے بارہ میں ایک پروگرام آنے والا ہے، شاید اسی میں تمہارے سارے سوالوں کا جواب آجائے۔مَیں بڑی بے صبری کے ساتھ اس پروگرام کا انتظار کرنے لگا۔یہ الحوار المباشر کا جنّوں کے بارہ میں ایک پروگرام تھا۔اسے دیکھنے کے بعد مَیں اپنے جذبات کی کیفیت کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔اس پروگرام کا ہر جملہ میری گم گشتہ متاع تھا۔اس پروگرام میں انہی امور کا جواب دیا گیا تھا جن کو پڑھ کر میری زبان گنگ ہوجایا کرتی تھی۔مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے اس پروگرام کے شرکاء میرے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کو لے کر باری باری ان کا جواب دے رہے تھے۔پروگرام کے اختتام پر مَیں نے اس شخص سے کہا کہ یہی حق ہے اور یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ مجھے اس پروگرام کے وقت تمہارے پاس لے آیا۔

خدائی راہنمائی

مَیں نے اس سے چینل کی فریکوئینسی لی اور گھر آکر 37 دن تک مسلسل کئی کئی گھنٹے اس چینل کے سامنے بیٹھ کر اس کے مختلف پروگرام دیکھتا رہا، یہاں تک کہ میرے اندر سے یہ صدا بلند ہوئی کہ اگر کہیں حقیقی اسلام ہے تو وہ اس جماعت کے پاس ہے۔

اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد مَیں دوبارہ اس شخص کے پاس گیا جس کی بدولت میرا ایم ٹی اے العربیہ اور پھر جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا تھا۔اس سے بات کرنے پر معلوم ہوا کہ جماعت کے بارہ میں اس کی رائے اتنی اچھی نہیں ہے۔اس نے کہا کہ اس جماعت کا امام مہدی کے ظہور کے بارہ میں عقیدہ درست نہیں ہے کیونکہ امام مہدی کبھی بھی اس زمین سے دور نہیں رہے اور قیامت تک موجود رہیں گے، کیونکہ امام مہدی ایک منصب ہے جس پر مختلف وقتوں میں مختلف اشخاص ایک دوسرے کے بعد فائز ہوتے آئے ہیں اور اس وقت جو اس منصب پر فائز ہے اس شخص کے ساتھ مَیں خود تمہارا تعارف کرواؤں گا۔

مجھے اس فلسفہ سے اتفاق نہ تھا لہٰذا مَیں نے کہا کہ مجھے پہلے استخارہ کر لینے دیں پھر اس شخص سے تعارف کرلیں گے۔چنانچہ جب مَیں استخارہ اور دعا کے بعد سویا تو خواب میں مکرم محمد شریف عودہ صاحب کو دیکھا۔ان کے سامنے قرآن کریم کھلا ہوا موجود تھا۔وہ قرآن کریم کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ جس بات کے جواب کی آپ کو تلاش ہے اس کے بارہ میں مَیں تمہیں بتاؤں گا۔انہوں نے تین بار اس بات کو دہرایا۔

صبح ہونے پر اس شخص نے مجھ سے اپنے مزعومہ امام مہدی کی ملاقات کے لئے جانے کا کہا تو مَیں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود اپنا راستہ دکھانے کی امید دلائی ہے اس لئے مجھے کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایم ٹی اے دیکھ کر مَیں تو قبل ازیں ہی مطمئن تھا لیکن اس رؤیا کے بعد تو مجھے مکمل انشراح صدر نصیب ہوگیا۔چنانچہ مَیں نے چینل پر دیئے گئے فون نمبر پر بات کی اور بیعت کا طریق پوچھا تو میرا رابطہ شام کے احمدیوں سے کروادیا گیا اور مکرم عبدالقادر عودہ صاحب کے ذریعہ مَیں نے جون 2008ء میں بیعت ارسال کردی۔

شیطان کی تدبیر کمزور ہے

ہر بیعت کرنے والے کی طرح مجھے بھی جہاں علمی وفکری زرخیزی میسر آئی وہاں روحانی میدان میں بھی ترقی کی منازل سے تعارف ہوا۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ شیطان نے بھی میرا ہر راستہ روکنے کے لئے اپنا کام جاری رکھا۔

کچھ عرصہ کے بعد ہی مجھے احساس ہوگیا کہ یہ راستہ اتنا آسان نہیں ہے، تاہم میں نے طہارتِ نفس اور اصلاحِ اعمال کے لئے ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے کا تہیّہ کرلیا۔تین سال تک اس جنگ میں جب بھی میری ہمت جواب دینے لگتی تو مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور تفسیر کبیر کا مطالعہ شروع کردیتا۔بہرحال اس جنگ سے مَیں نے بہت کچھ سیکھا اور کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت سے میرا ایمان متزلزل ہوا ہو۔مَیں اپنے تجربہ کی بنا پر یہ کہتا ہوں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ شیطان کی تدبیر کمزور ہوتی ہے لیکن اس کا مقابلہ کرنے کے لئے انسان کو مضبوط ارادے کی ضرورت ہوتی ہے۔تاہم خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرنے اور شیطان کے شر سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ نہ مانگنے کی وجہ سے انسان اس قدر کمزور ہوجاتا ہے کہ شیطان کی کمزور تدبیر کا بھی شکار ہوجاتا ہے۔اس کا حل یہ ہے کہ انسان مضبوط ارادے کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے اور خدا تعالیٰ سے شیطان کے خلاف مدد کی دعائیں کرے۔

....

مکرم درویش درویش صاحب

مکرم درویش درویش صاحب لکھتے ہیں:

میری ولادت اہل سنت والجماعت کے پیروکار ایک گھرانے میں ہوئی۔بڑا ہوا تو دینی امور سے بے رغبتی کا شکار ہوگیا۔مجھے صوم وصلاۃ کی کوئی فکر نہ تھی اور عقائد کے اعتبار سے مَیں نزول مسیح، ظہور مہدی اور دجّال وغیرہ کو محض کتابوں کے قصے قرار دیتا تھا۔کبھی کبھی لوگوں کے کہنے پر نماز پڑھ لیتا تھا لیکن وہ رکوع وسجود کی ظاہری حرکات سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔یہ حالت صرف میری ہی نہ تھی بلکہ اپنے اردگرد بھی مجھے یہی کچھ نظر آتا تھا یعنی مسجدیں تو مجھ جیسوں سے بھری ہوتی تھیں لیکن ہدایت سے خالی تھیں۔یہی حالت علماء کی تھی۔ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ ہم کسی اللہ والے کے پاس بیٹھے ہیں۔

ایسی صورتحال میں ایک روز مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں بعض صالحین اور تقویٰ شعار لوگوں کے پاس بیٹھا ہوں اور ہمارے سامنے ایک نہایت ہی بزرگ شخص بیٹھا ہوا ہے۔مَیں ان صالحین سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ وہ نفی میں جواب دیتے ہیں تو مَیں خواب میں اور پھر بیداری کے بعد بھی یہی سوچنے لگا کہ اگر وہ آنحضورؐ نہیں تھے تو آج کے زمانے میں اس قدر بزرگ شخصیت اور کس کی ہوسکتی ہے؟ اس رؤیا کی تعبیر تو معلوم نہ ہوسکی لیکن یہ رؤیا میرے ذہن میں ہمیشہ تازہ رہا۔

ایم ٹی اے سے تعارف اور مخالفت

2007ء کے آخر کی بات ہے کہ ایک روز مَیں ٹی وی پر بعض چینلز بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیہ لگ گیا جس پر اس وقت پروگرام الحوار المباشر چل رہا تھا۔ردّ عیسائیت میں مَیں نے اس سے بہتر کلام پہلے کبھی نہ سنا تھا۔مَیں نے اپنے والدین، اہلیہ اور دیگر گھر والوں کو بلا کر کہا کہ یہ دیکھو اس چینل پر کس طرح عیسائیت کا ردّ کیا جارہا ہے! ہم سب گھر والے مل کر یہ چینل دیکھنے لگے۔

ایک روز میرے والد صاحب کا ایک سلفی کزن ہمارے گھر آیا اور اس چینل کو دیکھ کر جماعت اور بانیٔ جماعت کے خلاف نہایت گندی زبان بولنے لگا، نیز وہ کافی دیر تک میرے والد صاحب کے کان بھرتا رہا۔اس کی اس قدر مخالفت نے مجھے جماعت کے بارہ میں تحقیق پر مزید اُکسادیا اور مَیں پہلے سے بھی زیادہ ایم ٹی اے دیکھنے لگا۔

میرے والد صاحب اس کی باتوں میں آگئے تھے لہٰذا انہوں نے میرا اشتیاق دیکھ کر ایک روز ایم ٹی اے کو چینلز کی لسٹ سے ہی حذف کردیا۔

خواب کی تعبیر اور بیعت

میرے پاس آفس میں ٹی وی میسر تھا لہٰذا مَیں وہاں پر ایم ٹی اے کے پروگرامز دیکھنے لگا۔ایک روز جب مَیں نے پروگرام لقاء مع العرب دیکھا تو مجھے اپنا رؤیا یاد آگیا۔رؤیا میں جس شخصیت کے بارہ میں میرا خیال تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ شخصیت ہوبہو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تھی۔اس وجہ سے پروگرام ’’لقاء مع العرب‘‘ کے ساتھ میرا ایک خاص تعلق بن گیا اور مجھے حضور انور رحمہ اللہ کے جوابات اور حلمی الشافعی صاحب کا ترجمہ بہت اچھا لگتا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایمان میرے دل کی گہرائیوں میں گھر کر گیا اور مَیں نے ایم ٹی اے پر دیئے گئے فون نمبر پر کال کی۔چنانچہ میرا رابطہ شام کے احمدیوں سے کروادیا گیا اور حلب میں مکرم بشیر عابدین صاحب کے گھر میں مَیں نے اپنا بیعت فارم پُر کردیا۔یہ 2008ء کے شروع کی بات ہے۔اسکے بعد میرا تو سب کچھ ہی بدل گیا۔نمازوں میں تضرع وابتہال کی کیفیت نمایاں ہوگئی، روزوں کی کیفیت بدل گئی اور ایک عجیب روحانی دنیا سے آشنائی ہوئی۔میری کوشش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شرائطِ بیعت پر کماحقّہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

کچھ عرصہ پہلے مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ حضور انور ایک اجتماع میں یا خطبہ جمعہ کے دوران مبلغین کو خصوصًا اور تمام احمدیوں کو عمومًا نصیحت فرماتے ہیں کہ تم سب کو مکّہ اور بیت اللہ الحرام میں جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔اگر تم ایسا نہیں کروگے تو پھر جان لو کہ مَیں تو بہرحال اسی راستے پر گامزن ہوں۔

اس رؤیا کا مجھے یہی مطلب سمجھ آیا کہ خلیفۂ وقت خدا کی طرف لے جانے والے راستے پر گامزن ہیں اور ہمیں آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔لیکن ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وہ دن بھی دکھائے جب ہم حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بیت اللہ الحرام میں داخل ہونے کا نظارہ بھی دیکھیں۔وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

.............................(باقی آئندہ)

ایسا نمونہ پیش کرنا چاہئے کہ جو کوئی دیکھے پکار اٹھے خدا رسیدہ لوگ ایسے ہوتے ہیں

(انتخاب از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 16؍اگست 1929ء۔ بمقام یاڑی پورہ۔ کشمیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”……دنیا میں جب خدا کے نبی آتے ہیں تو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ وجہ مخالفت صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ خیال کر لیتے ہیں کہ جو حکومت ہمیں حاصل ہے وہ اسے حاصل ہو جائے گی۔ ایسے لوگوں کو چھوٹا بنا دیا جاتا ہے اور جو نبی کو قبول کرتے ہیں انہیں ادنیٰ حالت سے بڑا بنا دیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو ان کی قوم نہایت ذلیل سمجھی جاتی تھی۔ اینٹیں پاتھنے کا کام ان سے لیا جاتا تھا لیکن حضرت موسیٰ کو مان کر وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کے ماننے والے بھی ادنیٰ قوموں سے تعلق رکھتے تھے۔ حواری اور مچھلیاں پکڑنے والے آپ کے متبع تھے مگر خدا نے ان کو عزت دی۔ باقی جو بڑے بنے بیٹھے تھے، ان سب کو ذلیل و رُسوا کر دیا۔

آج بھی خدا نے ایک مامور بھیجا ہے جس کے ہاتھ پر ہم سب احمدیوں نے بیعت کی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ الٰہی سلسلوں کی طرح یہ سلسلہ بھی پہلے بہت کمزور سمجھا جاتا تھا مگر جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے سلسلہ ترقی کرتا جاتا ہے اور اس کی عظمت لوگوں کے دلوں پر بیٹھتی جاتی ہے۔

ایک دفعہ کچھ حنفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے لے گئے۔ بٹالہ پہنچنے پر آپ نے فرمایا: پہلے مَیں یہ تو معلوم کر لوں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ مولوی محمد حسین صاحب نے بتایا کہ مَیں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ قرآن کریم کی بات بہرحال مقدّم ہے اور حدیث مؤخّر۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہی ٹھیک ہے، مَیں بھی اسے درست سمجھتا ہوں۔ حضرت صاحب کے اس جواب پر مباحثہ کے لئے جانے والے تالیاں پیٹنے لگے مگر آپ نے ان کی تالیوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے خلاف کچھ کہنا گناہ سمجھا۔ جب آپ قادیان کو واپس لَوٹے تو راستے میں الہام ہوا: آج تُو نے میری خاطر ذلّت قبول کی ہے مگر مَیں تجھے عزّت دوں گا اور تمام دنیا میں تیرا نام معزّز کروں گا۔ بظاہر یہ بات معمولی نظر آتی ہے مگر غور کیا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فعل بہت بڑی بات تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق عام لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ آپ بھی بڑے مرزا صاحب کے بیٹے ہیں۔ آپ ہر وقت مسجد میں بیٹھے رہتے اور خدا کی عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ کے والد افسوس کیا کرتے کہ یہ میرا بیٹا آئندہ زندگی میں بھوکا مرے گا کیونکہ یہ تو زمینداره بھی نہیں کر سکے گا۔ مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ یہ ایک عظیم الشان ہستی بننے والا ہے۔

اِس زمانہ کے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ آپ نے کبھی کوئی بات ایسی نہیں کہی جو بُری ہو۔ اس سرینگر میں فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ مولوی اور واعظ انہیں دیکھتے ہیں مگر کوئی کچھ نہیں کہتا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرو تو فوراً مخالفت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ نہ صرف مخالفت بلکہ سخت افروختہ ہو جائیں گے۔ مانا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی ہے اور بعض لوگوں کا عقیدہ ان کی زندگی کا ہے مگر اس قدر افروختہ ہونے کے کیا معنٰی؟ زیادہ سے زیادہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عقیدہ کی غلطی ہے۔

مسلمانوں کی ذلّت کا ایک بہت بڑا باعث یہ بھی ہے کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر مدفون مانا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بقیدِ حیات آسمان پر بٹھایا۔ یہی عیسائی جو ہم پر حکومت کرتے ہیں مسلمان بادشاہ ہونے کے زمانہ میں اُن کی منّت و سماجت پر اِن کے لڑکوں کو سکولوں میں داخل کیا جاتا تھا مگر آج یہ بادشاہ ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ مسلمانوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں دفن کیا، خدا نے بھی انہیں ذلیل و رُسوا کر دیا۔ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھایا خدا نے بھی ان کی قوم کو ان پر حاکم کر دیا۔ انہی عقائد کی وجہ سے مسلمان عیسائیوں سے مغلوب ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کا ایک حصہ عیسائیت کا شکار ہو چکا ہے۔ ایک سادہ لوح مسلمان نہایت آسانی سے ان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کر کے دکھاتے ہیں اس طرح پر کہ ساتھ ساتھ اقرار کرواتے چلے جاتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں بتاؤ بھائی دونوں نبیوں میں سے زندہ کون ہے؟ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات یافتہ قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ پوچھتے ہیں کہ آسمان پر کون ہے؟ مُردے کون زندہ کیا کرتا تھا؟ پرندے کون پیدا کرتا تھا؟ مسلمان ان سب کا جواب حضرت عیسیٰ کے متعلق اثبات میں دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نفی کرتا ہے۔ پھر عیسائی کہتے ہیں وہ جو زندہ ہے، آسمان پر ہے، مُردوں کو زندہ کرتا تھا، پرندے پیدا کرتا تھا، ہم اسے مانیں اور اسے نجات دہندہ قرار دیں یا اُسے جو زندہ نہیں، نہ آسمان پر ہے اور نہ مُردوں کو زندہ کرتا تھا، نہ کوئی چیز اس نے پیدا کی۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان کے پاس کوئی حقیقی جواب نہیں ہوتا اور وہ مجبور ہوتا ہے کہ عیسائیت اختیار کرے، عیسیٰ کی خدائی کو تسلیم کرے کیونکہ جن باتوں کو وہ پہلے سے مانتا چلا آتا ہے عیسائی وہی باتیں اس کے سامنے رکھتے ہیں اور وہی باتیں ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کو مستلزم ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کی اور حقیقتِ اسلام کو لوگوں کے سامنے رکھا، باطل کی آمیزش کو دُور کیا اور خدائی احکام کو دنیا میں جاری کیا۔ مگر لوگوں نے آپؑ کی مخالفت کی اور ہر طرح سے مقابلہ کیا تا یہ تعلیم دنیا میں نہ پھیلے۔ آپؑ کے خلاف ہر قسم کے ذلیل و رُسوا کرنے کے منصوبے کئے گئے، آپ پر مقدمات کئے گئے، جھوٹے گواہ بنا کر لے جائے گئے، مارنے کی کوشش کی گئی، قتل کے مقدمے بنائے گئے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب کہ **مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا مَیں مرزا صاحب کو اپنے قلم سے مٹا دوں گا مگر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو خدا نے ان کے خاندان کو تباہ کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان ترقی کر رہا ہے اور احمدیت پھیلتی جاتی ہے۔**

افغانستان جہاں کہ احمدیوں پر سخت مظالم ڈھائے جاتے ہیں، ان کو مروا دیا جاتا ہے اُس ملک میں بھی خدا کے فضل سے احمدیت ترقی کرتی جاتی ہے۔

مولوی نعمت اللہ خان صاحب جن کو محمود طرزی وزیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان کی چِٹھی پر کہ اپنا مبلّغ بھیجو، افغانستان میں بطور مبلّغ بھیجا تھا لیکن جب انہوں نے لوگوں کے سامنے احمدیت کو پیش کیا تو ان کے خلاف وہاں کے علماء نے فتاویٰ کفر لگائے اور انہیں واجب القتل قرار دیا اور انہیں تکلیفوں میں ڈال کر سنگسار کر دیا۔ انہیں ذلیل کرنے کی غرض سے بازاروں میں پھیرایا گیا۔ غرضیکہ ہر نوع کی تکلیف انہیں پہنچائی گئی مگر انہوں نے احمدیت کو نہ چھوڑا۔ ایک انگریز مصنّف جو اُن دنوں وہاں موجود تھا اور اس نے سنگساری کا واقعہ دیکھا تھا وہ لکھتا ہے کہ جب مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو گاڑا گیا اور پتھر پڑنے شروع ہوئے تو وہ یہی کہتے تھے مَیں نے حق کو قبول کیا ہے، مَیں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ مجھے مار دیں مَیں تو آپ کے حق میں دعا ہی کروں گا۔ باوجود ایسے خطرناک مظالم کے پھر بھی اس ملک میں جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اب جبکہ امیر امان اللہ خان اپنے ملک کو چھوڑ کر روما (اٹلی) میں پہنچ چکے ہیں ان کے ایک وزیر کی چِٹھی میرے نام سیلون سے آئی ہے کہ مَیں جب افغانستان میں تھا تو احمدیت کی تبلیغ کیا کرتا تھا۔ اب ولایت جا رہا ہوں، واپسی پر افغانستان میں آ کر پھر تبلیغ کروں گا۔

خدا کی گرفت سے بڑھ کر کسی کی گرفت نہیں ہو سکتی۔ امان اللہ خان کے ان بے جا مظالم پر خدا کی گرفت ہوئی۔ اس نے لڑ کر ملک کو انگریزوں سے آزاد کرایا تھا اس وجہ سے قوم اس کی بہت ممنون تھی اور اس کی بہت عزت کرتی تھی مگر یکدفعہ حالات بدلے اور وہ عزّت جو اسے حاصل تھی ذلّت کے رنگ میں بدل گئی۔ ……غرضیکہ احمدیت ہر ملک میں پھیلتی جاتی ہے۔ اس علاقہ میں بھی احمدیت پھیلی ہے۔ یاڑی پورہ، گنج پورہ، آسنور، رشی نگر، بنڈہ پور وغیرہ دیہات میں ہزاروں احمدی ہیں مگر باقی علاقوں کی نسبت کم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں تعلیم کم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہاں نہیں آئے۔ یہاں حق کی آواز پہنچی اور لوگوں نے قبول کی۔ پھر وہ مرکز میں پہنچے اور صداقت کو معلوم کیا اور اس پر قائم ہو گئے اور واپس آ کر دوسرے لوگوں تک اس صداقت کو پہنچایا اور اس طرح صداقت پھیلتی گئی۔

یاد رکھو! خدا کی طرف سے آنے والا برکات کے ساتھ آتا ہے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام شریعت کی نئی کتاب نہیں لائے اور نہ نیا کلمہ جاری کیا ہے۔ وہی نمازیں ہیں، وہی روزے ہیں جن کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا مگر آپ کے ساتھ برکات کا نزول ہوا جن سے بہتوں کو فائدہ ہوا۔ کشمیر کی جماعتوں کے متعلق جب مَیں غور کرتا ہوں تو افسوس آتا ہے کہ انہوں نے نمایاں ترقی نہیں کی جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے تبلیغ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کوئی شخص سرینگر جائے اور اس سے راجہ صاحب مصافحہ کریں تو وہ ہر جگہ اس کا ذکر کرے گا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے نائب نے دنیا کو آواز دی اور تم لوگوں نے اس پر لبّیک کہا اور اس کے سلسلہ میں داخل ہوئے جسے خدا دنیا میں عزت دینا چاہتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم حق کی آواز دوسروں تک نہیں پہنچاتے۔ افسوس ہے کہ یہاں کی جماعتوں نے اس کی پوری قدر نہ کی۔ آج نہیں تو آنے والی نسلیں تمہارے کپڑوں تک سے برکت حاصل کریں گی جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے پیروؤں سے لوگ برکات حاصل کرتے رہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا قصہ حدیث میں آتا ہے۔ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سنا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی تعلیم کو سن کر اسلام میں داخل ہو گئے۔ چونکہ آپ کا قبیلہ سخت مخالف تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اسلام کے مخفی رکھنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد کچھ دن وہ حضورؐ کی صحبت میں رہے اور اس قدر اسلام کی محبت ان کے اندر موجزن ہوئی کہ وہ سردارانِ مکّہ کے سامنے جا کر بلند آواز سے کہنے لگے: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ اس پر انہیں اس قدر زدوکوب کیا گیا کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ حضرت عباس جو ابھی اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے وہاں سے گزرے اور انہیں یہ کہہ کر چھڑایا کہ جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے؟ غفّار قبیلہ کا ہے اور اگر وہ تمہارے مخالف ہو گئے تو تمہاری ساری تجارت بند ہو جائے گی اور کوئی چیز تمہارے پاس نہیں پہنچ سکے گی۔ اس دن تو وہ چھوٹ گئے لیکن دوسرے دن پھر اسی طرح کیا اور پھر مار کھائی۔ پہلے تو وہ اپنے قبیلہ میں جا کر اپنے اسلام کے مخفی رکھنے کی اجازت چاہتے تھے مگر ایمان نے ایسا جوش مارا کہ انہوں نے مکّہ ہی میں اشاعت اسلام شروع کر دی۔

…… یہ عُذر درست نہیں کہ ہم اَن پڑھ ہیں۔ ہماری جماعت میں بہت سے ایسے اَن پڑھ ہیں جو ایک حرف بھی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تذکرہ اور اس کی روشنی میں احباب کو اہم نصائح۔

الجزائر سے تعلق رکھنے والے احمدی مکرم سمیر بخوطہ صاحب آف جرمنی اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب (ربوہ) کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27 رفروری 2015ء بمطابق 27 تبلیغ 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میر حسام الدین صاحب جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑا تعلق تھا، آپ ان کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے میر حامد شاہ صاحب کے بیٹے کے نکاح کے موقع پر یہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ: میر حامد شاہ صاحب جماعت میں خصوصیت رکھنے کے علاوہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔) ان کے والد حکیم حسام الدین صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس وقت سے واقفیت تھی جبکہ آپ اپنے والد کے بار بار کے تقاضے سے تنگ آ کر ملازمت کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ میر حسام الدین صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تو آپ سے تعلق پیدا ہوا۔ فرماتے ہیں کہ وہاں کچہری کی چھوٹی سی ملازمت پر کئی سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہے۔ انہی ایام میں حکیم حسام الدین صاحب سے تعلقات ہوئے اور آخر وقت تک تعلقات قائم رہے۔ یہ تعلقات صرف انہی کے ساتھ نہ رہے بلکہ ان کے خاندان کے ساتھ بھی رہے۔ (ان کے بعد میر حامد شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلے میں خاص لوگوں میں شمار ہوتے رہے۔) ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں حضرت میر حامد شاہ صاحب کے بارے میں ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب ایک درویش مزاج آدمی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''تاہم حکیم حسام الدین صاحب کے ساتھ جو ابتدا کے تعلقات تھے۔ اس مثال سے ان کی خصوصیت نظر آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعوی کے بعد سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ حکیم حسام الدین صاحب کو آپ کے تشریف لانے کی بہت خوشی ہوئی۔ انہوں نے ایک مکان میں آپ کے ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ لیکن جس مکان میں آپ کو ٹھہرایا گیا اس کے متعلق جب معلوم ہوا کہ اس کی چھت پر منڈیر کافی نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیالکوٹ سے واپسی کا ارادہ فرمالیا۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 327-326)

(منڈیر کے بارے میں بھی یہ یاد رکھنا چاہئے۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ ایسی چھتیں جن کی منڈیر نہ ہو ان چھتوں کے اوپر سونا نہیں چاہئے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی النوم علیٰ سطح غیر محجر حدیث نمبر 5041)

اور اس زمانے میں گرمیوں میں لوگ چھتوں پر سویا کرتے تھے کیونکہ پنکھے وغیرہ کا تو انتظام نہیں ہوتا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دیکھا کہ چھت کی منڈیر نہیں ہے تو آپ نے فرمایا یہ گھر تو صحیح نہیں ہے۔ آپ نے واپسی کا ارادہ فرمالیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) ''اور اس وقت میرے ذریعے سے ہی باہر مَردوں کو لکھ دیا کہ کل ہم واپس قادیان چلے جائیں گے۔ نیز یہ بھی بتلا دیا کہ یہ مکان ٹھیک نہیں کیونکہ اس کی چھت پر منڈیر نہیں۔ اس خبر کے سننے پر احباب جن میں مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ تھے راضی بقضاء معلوم دیتے تھے لیکن جونہی حکیم حسام الدین صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کس طرح واپس جاتے ہیں۔ چلے تو جائیں اور فوراً زنانہ دروازے پر حاضر ہوئے اور اطلاع کرائی کہ حکیم حسام الدین صاحب سے ملنے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوراً باہر تشریف لے آئے۔ حکیم صاحب نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور اس لئے واپس تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ یہ مکان مناسب نہیں۔ (مکان کے متعلق انہوں نے عرض کیا کہ) مکان کے متعلق تو یہ ہے کہ تمام شہر میں سے جو مکان بھی پسند ہو اسی کا انتظام ہوسکتا ہے۔ رہا واپس جانا تو کیا آپ اس لئے یہاں آئے تھے کہ فوراً واپس چلے جائیں اور لوگوں میں میری ناک کٹ جائے۔ اس بات کو ایسے لب و لہجے میں انہوں نے کہا اور اس زور کے ساتھ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالکل خاموش ہوگئے اور آخر میں کہا اچھا ہم نہیں جاتے۔''

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 327-326۔ خطبہ نکاح بیان فرمودہ 19 اکتوبر 1933ء)

ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا بہت مداح ہوں لیکن ایک بہت بڑی غلطی آپ سے ہوئی ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہنے لگا کہ) آپ جانتے ہیں کہ علماء کسی کی بات نہیں مانا کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر مان لی تو ہمارے لئے موجب ہتک ہوگی۔ لوگ کہیں گے یہ بات فلاں کو سوجھی اور اِنہیں نہ سوجھی۔ اس لئے ان سے منوانے کا یہ طریق ہے کہ ان کے منہ سے ہی بات نکلوائی جائے۔ (یعنی علماء بات نہیں مانتے۔ علماء سے یا مولویوں سے بات منوانے کا طریقہ یہ ہے کہ انہی کے منہ سے بات نکلوائی جائے اور جو طریقہ اُس شخص نے پیش کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے آیا تھا یہ تھا کہ) جب آپ کو وفات مسیح کا مسئلہ معلوم ہوا تھا تو آپ کو چاہئے تھا کہ چیدہ چیدہ علماء کی دعوت کرتے اور ایک میٹنگ کر کے یہ بات ان کے سامنے پیش کرتے کہ عیسائیوں کو حیات مسیح کے عقیدے سے بہت مدد ملتی ہے اور وہ اعتراض کر کے اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارا نبی فوت ہوگیا اور ہمارے مذہب کا بانی آسمان پر ہے۔ اس لئے وہ افضل بلکہ خود خدا ہے۔ اس کا کیا جواب دیا جائے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام علماء کو اکٹھا کر کے یہ پوچھیں کہ یہ بات ہے بتاؤ اس کا کیا جواب دیا جائے۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ) اُس وقت علماء یہی کہتے کہ آپ ہی فرمائیے اس کا کیا جواب ہے۔ آپ کہتے کہ رائے تو دراصل آپ لوگوں کی ہی صائب ہوسکتی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ تجویز پیش کر رہا ہے کہ آپ یہ کہتے کہ) فلاں آیت سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہوسکتی ہے۔ علماء فوراً کہہ دیتے کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ بسم اللہ کر کے اعلان کیجئے۔ ہم تائید کے لئے تیار ہیں۔ پھر اسی طرح یہ مسئلہ پیش ہوجاتا کہ حدیثوں میں مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر ہے مگر جب مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے تو اس کا کیا مطلب سمجھا جائے گا۔ اس پر کوئی عالم آپ کے متعلق کہہ دیتا (کہ) آپ ہی مسیح ہیں اور تمام علماء نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دینی تھی۔ یہ تجویز سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرا دعویٰ انسانی چال سے ہوتا تو بیشک ایسا ہی کرتا مگر یہ خدا کے حکم سے تھا۔ خدا نے جس طرح سمجھایا اسی طرح میں نے کیا۔ تو (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) چالیں اور فریب انسانی چالوں کے مقابل پر ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی جماعتیں ان سے ہرگز نہیں ڈر سکتیں۔ یہ ہمارا کام نہیں خود خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 197-196۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 15 نومبر 1929ء)

اور آجکل بھی اسی طرح بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یوں نہ کیا جائے، یوں دعویٰ کیا جائے، نبی نہ مانا جائے صرف مجدد کہا جائے تو مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ خود میرے سے بھی یہاں ایک شخص مسلمان رسالے کے انٹرویو لینے آئے تھے۔ کہتے ہیں اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہ مانیں تو کیا فرق پڑتا ہے؟ پھر علماء آپ کے خلاف نہیں رہیں گے۔ تو اس کو میں نے بڑا سمجھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جواب

دیا کہ جو اللہ نے کہا ہے وہ مانا جائے یا تمہارے علماء کی بات مانی جائے لیکن بہر حال ان کو سمجھ نہیں آتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے کہ ''آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 211۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ 1903ء میں جب ایک شخص عبدالغفور نے جو اسلام سے مرتد ہو کر آریہ ہو گیا تھا اور اس نے اپنا نام دھرمپال رکھ لیا تھا۔ ''ترک اسلام'' نام کی کتاب لکھی تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب لکھا جو ''نورالدین'' کے نام سے شائع ہوا۔ یہ کتاب روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنائی جاتی تھی۔ جب دھرم پال کا یہ اعتراض آیا کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ ٹھنڈی ہوئی تھی تو دوسروں کے لئے کیوں نہیں ہوتی اور اس پر حضرت خلیفہ اول کا یہ جواب سنایا گیا کہ اس جگہ نار سے ظاہری آگ مراد نہیں بلکہ مخالفت کی آگ مراد ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تاویل کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے۔ اگر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کس طرح ٹھنڈی ہوئی تو وہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ آیا میں اس آگ میں سے سلامتی کے ساتھ نکل آتا ہوں یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ''نورالدین'' میں یہی جواب لکھا اور تحریر فرمایا کہ ''تم ہمارے امام کو آگ میں ڈال کر دیکھ لو۔ یقیناً خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق اسے اس آگ سے اسی طرح محفوظ رکھے گا جس طرح اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محفوظ رکھا تھا''۔ (نورالدین صفحہ 146) (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 614)

ایک موقعہ پر آپ نے اس کی مزید تفصیل بھی بیان کی نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے معجزات کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس کتاب کا ذکر ہو چکا ہے جب ''حضرت خلیفہ اولؓ یہ کتاب نورالدین لکھ رہے تھے تو اس میں آپ نے لکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد لڑائی کی آگ ہے۔ آپ نے خیال کیا کہ آگ میں پڑ کر زندہ بچنا تو مشکل ہے اس لئے آگ سے مراد لڑائی کی آگ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان دنوں بسراواں کی طرف سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) مجھے یاد ہے (کہ) مَیں بھی ساتھ تھا۔ کسی نے چلتے ہوئے کہا کہ حضور بڑے مولوی صاحب نے بڑا لطیف نکتہ بیان کیا ہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ جو لوگ عام طور پر عقلی باتوں کی طرف زیادہ راغب ہوں وہ ایسی باتوں کو، اس طرح کی تاویلیں اور نکتے بہت پسند کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً ساری سیر میں اس بات کا ردّ کرتے رہے اور فرمایا کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا سلوک کیا تو کیا بعید ہے (کہ آگ میں ڈالا ہو)۔ کیا طاعون آگ سے کم ہے اور دیکھ لو کیا یہ کم معجزہ ہے کہ چاروں طرف طاعون آئی مگر ہمارے مکان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھا۔ پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچا لیا ہو تو کیا بعید ہے۔ ہماری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ چنانچہ جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے انہوں نے کاٹ دیا اور پھر نئے فقرات لکھے''۔

(حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) ''معجزات کے بارے میں انبیاء ہی کی رائے صحیح سمجھی جا سکتی ہے کیونکہ وہ اُن کی دیکھی ہوئی باتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ آدھ آدھ گھنٹہ باتیں کرتا ہے، سوال کرتا اور جواب پاتا ہے اس کی باتوں تک تو خواص بھی نہیں پہنچ سکتے کجا یہ کہ عوام الناس جنہوں نے کبھی خواب ہی نہیں دیکھا اور اگر دیکھا ہو تو ایک دو سے زیادہ نہیں اور پھر اگر زیادہ بھی دیکھیں تو دل میں تردّد رہتا ہے کہ شاید یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا نفس کا ہی خیال ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) مگر جو یہ کہتے ہیں کہ اِدھر ہم نے سونے کے لئے تکیے پر سر رکھا اُدھر یہ آواز آنی شروع ہوئی کہ دن میں تمہیں بہت گالیاں لوگوں نے دی ہیں۔ یعنی سارا دن تمہیں بہت گالیاں ملی ہیں مگر فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور تکیے پر سر رکھنے سے لے کر اٹھنے تک اللہ تعالیٰ اسی طرح تسلّی دیتا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعض دفعہ ساری ساری رات یہی الہام ہوتا رہتا ہے کہ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ أَقُوْمُ ۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) دوسرے لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے بزرگ اور نیک لوگ ایک حد تک سمجھ سکتے ہیں مگر اس حد تک نہیں جس حد تک نبی سمجھ سکتا ہے۔ نبی نبی ہی ہے۔ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کلام ایسے رنگ میں ہوتا ہے جس کی مثال دوسری جگہ نہیں مل سکتی''۔

(حضرت مصلح موعود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ) میرے اپنے الہام اور خواب اس وقت تک ہزار کی تعداد میں پہنچ چکے ہوں گے مگر اس شخص کی (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی) ایک رات کے الہامات کے برابر بھی یہ نہیں ہو سکتے جسے شام سے لے کر صبح تک اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ أَقُوْمُ کا الہام ہوتا رہا ہے''۔

(پھر آپ نے فرمایا) ''پھر ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کی عزت کریں لیکن جب ہم ان کو انبیاء کے مقابلے پر کھڑا کرتے ہیں تو گویا خواہ مخواہ ان کی ہتک کراتے ہیں۔ ہر شخص کا اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں عام طور پر یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ بڑے مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض چھوٹے مولوی صاحب یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا نام لیتے تھے۔ ہم اس پارٹی میں تھے جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو زیادہ محبوب سمجھتی تھی۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ دوپہر کے قریب کا وقت تھا۔ کیا موقع تھا؟ یہ یاد نہیں۔ (آپ فرماتے ہیں) پہلے بھی کبھی شاید یہ واقعہ بیان کر چکا ہوں اور ممکن ہے اس وقت موقع بیان کیا ہو مگر اس وقت یاد نہیں ہے۔ (فرماتے ہیں کہ) مَیں گھر میں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے یا حضرت اماں جان جو شاید وہیں تھیں ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو احسانات ہیں ان میں سے ایک حکیم صاحب کا وجود ہے۔ آپ بالعموم حضرت خلیفہ اول کو حکیم صاحب کہا کرتے تھے کبھی بڑے مولوی صاحب اور کبھی مولوی نورالدین صاحب بھی کہا کرتے تھے۔ آپ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے اور (حضرت خلیفہ اوّل کے بارے میں) فرمایا کہ ان کی ذات بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان ہے۔ اور یہ ہمارا ناشکرا پن ہوگا اگر اس کو تسلیم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا عالم دیا ہے جو سارا دن درس دیتا ہے۔ پھر طبّ بھی کرتا ہے اور جس کے ذریعہ ہزاروں جانیں بچ جاتی ہیں۔ یہ تو پہلے بات ہوئی جو حضرت مصلح موعود کے سامنے ہوئی۔ پھر آگے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ اسی طرح میرے ساتھ چلتے ہیں جس طرح انسان کی نبض چلتی ہے۔ پس ایسے شخص کا کوئی حوالہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں پیش کیا جائے۔ (اس موقع پر یہ بات آپ نے کہی جب یہ مقابلہ ہو رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے اور حضرت خلیفہ اول نے یہ فرمایا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں باوجود ان ساری تعریفوں کے اگر ایسے شخص کا کوئی حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں پیش کیا جائے۔ پھر اپنا ذکر فرمایا کہ) یا مثلاً اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے پر میرا نام دے دیا جائے تو اس کے معنی سوائے اس کے کیا ہیں کہ ہم کو گالیاں دلوائی جائیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں حضرت خلیفہ اول کا ایک اعلیٰ مقام ہونے کے باوجود، ان کے الفاظ ان کے بارے میں جو بیان ہوئے اس کے باوجود اگر مقابلہ پہ حوالہ پیش کیا جائے تو آپ نے فرمایا یہ ایسا ہی ہے جیسے گالیاں دلوائی جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ) خلفاء کی عزت اسی میں ہوتی ہے کہ متبوع کی پیروی کریں۔ (یعنی جس کی اتباع کی ہے، جس کی بیعت کی ہے اس کی پیروی کریں۔ خلفاء کی عزت اسی طرح قائم رہتی ہے۔) اور اگر عدم علم کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے (یعنی خلفاء سے بھی اگر عدم علم کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے) تو جسے اس کا علم ہو اسے چاہئے کہ بتائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے شاید آپ کو اس کا علم نہ ہو''۔

(پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) نقد کا علم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے بہت زیادہ دیا ہے۔ (یعنی کسی بات کو سمجھنے کا، اس کی گہرائی میں جانے کا، اس کو پرکھنے کا، اچھی طرح چھان پھٹک کرنے کا علم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کا جو علم ہے۔ فرماتے ہیں۔ وہ خلفاء کو، ہمیں اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے بہت زیادہ دیا ہے) اور ماموریں کی باتوں کو سمجھنے کی دوسروں سے زیادہ اہلیت رکھتے ہیں۔ پھر اس بات پر غور کر کے ہم دیکھیں گے کہ کیا اس کے معنی وہی ہیں جو لوگ لیتے ہیں اور یقیناً نقد کے بعد ہم اس کو حل کر لیں گے (یعنی اس کو پرکھنے کے بعد ہم حل کر لیں گے) اور وہ حل ننانوے فیصدی صحیح ہوگا۔ لیکن اس کو حل کرنے کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ ہم آپ کے مقابل پر ہوں گے اور آپ کے ارشادات کے مقابلے میں نام لے کر ہماری بات پیش کی جائے۔ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ پیش کرے اور آگے سے دوسرا میرا نام لے دے تو اس کے معنے سوائے اس کے کیا ہیں کہ ہتک کرائی جائے۔

پس خواہ حضرت خلیفہ اول ہوں یا مَیں ہوں یا کوئی بعد میں آنے والا خلیفہ، جب یہ بات پیش کر دی جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے تو آگے سے یہ کہنا کہ فلاں خلیفہ نے یوں کہا ہے غلطی ہے۔ جو اگر عدم علم کی وجہ سے ہے تو سند نہیں ہو سکتی۔ (اگر علم نہیں ہے تو اس کی کوئی سند نہیں۔) اور اگر علم کی وجہ سے ہے تو گویا خلیفہ کو اس کے متبوع کے مقابل پر کھڑا کرنا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر متبوع کے کسی حوالے کی تشریح خلیفہ نے کی ہے تو یہ کہا جائے کہ آپ اس کے معنی یہ کرتے ہیں لیکن فلاں خلیفہ نے اس کے معنی یہ کئے ہیں۔ اس طرح خلیفہ نبی کے مقابل پر کھڑا نہیں ہوتا بلکہ اس شخص کے مقابلے پر کھڑا ہوتا

ہے جو نبی کے کلام کی تشریح کر رہا ہے۔

(حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ) یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ضروری نہیں کہ خلفاء کو سب باتیں معلوم ہوں۔ کیا حضرت ابوبکر اور عمر کو ساری احادیث یاد تھیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو ہم کو یاد نہیں اور دوسرے آ کر بتاتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں جن کے پاس یہ باتیں ہیں وہ اگر سنائیں تو بڑا احسان ہے۔ (فرمایا کہ) یہ ضروری نہیں کہ خلیفہ سب باتوں سے واقف ہو۔ اکثر لوگ جانتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول (اس زمانے میں صحابہ موجود تھے، انہوں نے حضرت خلیفہ اول کو دیکھا ہوا تھا اس لئے آپ ان کو فرما رہے ہیں کہ اکثر لوگ جانتے ہیں کہ خلیفہ اول) کتابیں بہت کم پڑھا کرتے تھے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو تازہ تازہ کتابیں شائع ہوتی تھیں ان میں سے بہت کم پڑھتے تھے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ) میرے سامنے یہ واقعہ ہوا کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ آپ مولوی صاحب کو (یہ کتابیں) پروف پڑھنے کے لئے کیوں بھیجتے ہیں۔ وہ تو اس کے ماہر نہیں ہیں اور ان کو پروف دیکھنے کی کوئی مشق نہیں (ہے)۔ بعض لوگ اس کے ماہر ہوتے ہیں اور بعض نہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میں خطبہ دیکھتا ہوں مگر اس میں پھر بھی بیسیوں غلطیاں چھپ جاتی ہیں (اور ایک مثال آپ نے دی کہ) آج ہی جو خطبہ چھپا ہے اس میں ایک سخت غلطی ہو گئی۔ میں نے اصلاح تو کی تھی لیکن اصلاح کرتے وقت پہلے فقرے کا جو مفہوم میرے ذہن میں تھا وہ دراصل نہ تھا (اور اس کی وجہ سے غلطی ہو گئی۔ کہنا تو یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آ سکتا بلکہ غیر شرعی نبی آ سکتا ہے۔ اور میں نے اس کے بعد کے فقرے کو جس میں کچھ غلطی رہ گئی تھی یوں درست کر دیا کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے۔ مگر چھپنے کے بعد (فرماتے ہیں) جب میں نے پڑھا تو پہلا فقرہ بالکل اس کے الٹ تھا جو میں نے سمجھا تھا اور الفضل میں یہ فقرہ پڑھ کر میں بڑا حیران ہو گیا۔ (تو اصل میں لکھنا یہ چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آ سکتا بلکہ غیر شرعی نبی آ سکتا ہے جو اسی نبوت کو آگے جاری رکھ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت کو قائم کرتا ہے۔ تو بہرحال جو فقرہ لکھا گیا اس سے الٹ یہ پڑھا گیا جس طرح کہ کوئی شرعی نبی کے رستے مسدود نہیں ہیں۔ بہرحال آپ نے اس کی تفسیر فرمائی۔ پھر آپ فرماتے ہیں) تو بعض لوگ پروف دیکھنے کے ماہر ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے۔ ...... تو کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ مولوی صاحب تو اس کے ماہر نہیں ہیں آپ ان کو پروف کیوں دکھاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو فرصت کم ہوتی ہے اور وہ بیمار وغیرہ دیکھتے رہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ پروف ہی پڑھ لیا کریں تا ہمارے خیالات سے واقفیت رہے۔ (اور پھر باوجود اس کے کہ حضرت خلیفہ اوّل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ اندھا اعتقاد تھا۔ لیکن بعض دفعہ عدم علم ہوتا ہے اس لئے الٹ بات ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اس لئے میں پروف پڑھنے کے لئے بھیجتا ہوں کہ کتابیں پڑھنے کی ان کو فرصت نہیں ہوتی تو پروف پڑھنے سے ہمارے خیالات سے ان کو واقفیت ہو جائے۔ اور پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) پڑھنے کے باوجود یہ ضروری نہیں کہ ہر بات یاد بھی ہو۔ مثلاً حضرت یحيٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق حوالے میں نہیں نکال سکا اور مولوی محمد اسماعیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ نکال دیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میرا حافظہ اس قسم کا ہے کہ قرآن کریم کی وہ سورتیں بھی جو روز پڑھتا ہوں ان میں سے کسی کی آیت نہیں نکال سکتا لیکن دلیل کے ساتھ جس کا تعلق ہو وہ خواہ کتنا عرصہ گزر جائے مجھے یاد رہتی ہے۔ جن باتوں کا یاد رکھنا میرے کام سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ مجھے یاد نہیں رہتیں۔ حوالے میں سمجھتا ہوں کہ دوسروں سے نکلوا لوں گا اس لئے یاد نہیں رکھ سکتا''۔ (ماخوذ از الفضل 10 ستمبر 1938ء صفحہ 6، 7 جلد 26 نمبر 209)

تو اس سے ایک بات تو یہ واضح ہو گئی کہ خلفاء اگر کوئی ایسی تشریح کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تشریح سے الٹ ہے تو اس کے بارے میں اطلاع کر دینی چاہئے اور اگر خلیفہ وقت سمجھے کہ یہ جو تشریح کی گئی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے اس کی یہ تشریح ہو سکتی تھی تو پھر وہی تسلیم ہو گی اور اگر نہیں تو پھر وہ اپنی بات کو درست کر لے گا۔ لیکن بہرحال یہ سمجھنا کہ اس نے یہ کہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا۔ آپس میں تضاد کیوں ہے؟ یہ باتیں غلط ہیں۔ تضاد کوئی نہیں ہوتا، ہاں بعض دفعہ عدم علم ضرور ہوتا ہے۔

پھر ایک چاند اور سورج گرہن کے واقعہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کا یہ بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مخالف مولوی جو غالباً گجرات کا رہنے والا تھا ہمیشہ لوگوں سے کہتا رہتا تھا کہ مرزا صاحب کے دعوے سے بالکل دھوکہ نہ کھانا۔ حدیثوں میں صاف لکھا ہے کہ مہدی کی علامت یہ ہے کہ اس کے زمانے میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں گرہن لگے گا۔ جب تک یہ پیشگوئی پوری نہ ہو اور سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں گرہن نہ لگے ان کے دعوے کو ہرگز سچا نہیں سمجھا جا سکتا۔ اتفاق کی بات کہ وہ (مولوی) ابھی زندہ ہی تھا کہ سورج اور چاند کے گرہن کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ (گرہن لگ گیا تو) اس (مولوی) کے ہمسائے میں ایک احمدی رہتا تھا اس نے سنایا کہ جب سورج کو گرہن لگا تو اس مولوی نے گھبراہٹ میں اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر ٹہلنا شروع کر دیا۔ وہ ٹہلتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا ''ہُن لوگ گمراہ ہون گے۔ ہُن لوگ گمراہ ہون گے'' یعنی اب لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس نے یہ نہ سمجھا کہ جب پیشگوئی پوری ہو گئی ہے تو لوگ حضرت مرزا صاحب کو مان کر ہدایت پائیں گے۔ گمراہ نہیں ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عیسائی بھی ایک طرف تو یہ مانتے تھے کہ وہ تمام علامتیں پوری ہو گئی ہیں جو پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں مگر دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سن کر وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اس وقت اتفاقی طور پر ایک جھوٹے نے دعویٰ کر دیا۔ جیسے مسلمان کہتے ہیں علامتیں تو پوری ہو گئیں مگر اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس وقت ایک جھوٹے نے دعویٰ کر دیا ہے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ ایسا اتفاق ایک جھوٹے کو ہی نصیب ہوتا ہے (اور) سچے کو نصیب نہیں ہوتا''۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 56) جھوٹے کے حق میں تو تائیدات ظاہر ہوتی ہیں اور سچوں کے حق میں آجکل کچھ نہیں ہو رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عفو اور درگذر کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ جس جس رنگ میں دشمنوں نے آپ کا مقابلہ کیا دوست جانتے ہیں۔ دشمنوں نے کُمہاروں کو آپ کے برتن بنانے سے، سقّوں کو پانی دینے سے بند کر دیا۔ لیکن پھر جب کبھی وہ معافی کے لئے آئے تو حضرت صاحب معاف ہی فرما دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے کچھ مخالف پکڑے گئے تو مجسٹریٹ نے کہا کہ میں اس شرط پر مقدمہ چلاؤں گا کہ مرزا صاحب کی طرف سے سفارش نہ آئے کیونکہ اگر انہوں نے بعد میں معاف کر دیا تو پھر مجھے خواہ مخواہ ان کو گرفتار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر دوسرے دوستوں نے کہا کہ نہیں اب انہیں سزا ضرور ہی ملنی چاہئے۔ جب مجرموں نے سمجھ لیا کہ اب سزا ضرور ملے گی تو انہوں نے حضرت صاحب کے پاس آ کر معافی چاہی تو حضرت صاحب نے کام کرنے والوں کو بلا کر فرمایا کہ ان کو معاف کر دو۔ انہوں نے کہا ہم تو اب وعدہ کر چکے ہیں کہ ہم کسی قسم کی سفارش نہیں کریں گے۔ حضرت اقدس فرمانے لگے کہ وہ جو معافی کے لئے کہتے ہیں تو ہم کیا کریں۔ مجسٹریٹ نے کہا دیکھا وہی بات ہوئی جو میں پہلے کہتا تھا۔ مرزا صاحب نے معاف کر ہی دیا''۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 10 صفحہ 277۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 1926ء)

یہ جو واقعات ہیں، ہمیں ان سے صرف محظوظ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنے اوپر لاگو بھی کرنے چاہئیں۔ معافی اور درگزر کی طرف کافی توجہ کی ضرورت ہے۔

پھر ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''میں ان لوگوں میں سے ہوں جو نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا کرتے ہیں۔ مَیں نے اپنے کانوں سے مخالفین کی گالیاں سنیں اور اپنے سامنے بٹھا کر سنیں مگر باوجود اس کے تہذیب اور متانت کے ساتھ ایسے لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔ (فرماتے ہیں کہ) میں نے پتھر بھی کھائے۔ اس وقت بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر امرتسر میں پتھر پھینکے گئے۔ اس وقت میں بچہ تھا مگر اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے مجھے حصہ دے دیا۔ لوگ بڑی کثرت سے اس گاڑی پر پتھر مار رہے تھے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے تھے۔ میری اس وقت چودہ پندرہ سال کی عمر ہو گی۔ گاڑی کی ایک کھڑکی کھلی تھی۔ میں نے وہ کھڑکی بند کرنے کی کوشش کی لیکن لوگ اس زور سے پتھر مار رہے تھے کہ کھڑکی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور پتھر میرے ہاتھ پر لگے۔ پھر جب سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پتھر پھینکے گئے اس وقت بھی مجھے لگے۔ پھر جب تھوڑا عرصہ ہوا میں سیالکوٹ گیا تو باوجود اس کے کہ جماعت کے لوگوں نے میرے اردگرد حلقہ بنا لیا تھا مجھے چار پتھر لگے۔''

(حالات حاضرہ کے متعلق جماعت احمدیہ کو اہم ہدایات، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 508)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو تحریک کی کہ ایسے جلسے منعقد کئے جائیں جن میں ہر شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ میں خدا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں اس لئے باقی سب لوگ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ بند کر دیں۔...... آپ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ باقی لوگوں کو بھی تبلیغ کا ویسا ہی حق ہے جیسا مجھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ تم اپنی بات پیش کرو، مَیں اپنی بات پیش کرتا ہوں اور جب تک یہ طریق نہ پیش کیا جائے امن کبھی نہیں ہو سکتا اور حق نہیں پھیل سکتا۔ دنیا میں کون ہے جو اپنے آپ کو حق پر نہیں سمجھتا لیکن جب خیالات میں اختلاف ہو تو ضروری ہے کہ اسے ظاہر کرنے کا موقع دیا جائے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 12 صفحہ 418۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 1930ء)

یہی بات اگر حکومت پاکستان سمجھ لے یا عرب دنیا میں لوگ سمجھ لیں تو پھر تبلیغ کے بڑے رستے وسیع ہو جائیں اور ان کو خود پتا لگ جائے کہ کون حق پر ہے اور کون غلط۔

پھر ملکہ کو تبلیغ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ’’پہلے زمانوں میں کیا مجال تھی کہ کوئی بادشاہ کو تبلیغ کر سکے۔ یہ بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی سمجھی جاتی تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ایک خط لکھا جس میں اسے اسلام کی طرف بلایا اور کہا کہ اگر اسے قبول کر لو گی تو آپ کا بھلا ہو گا۔ یہ سن کر بجائے اس کے کہ ان کی طرف سے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار کیا جاتا اس چھٹی کے متعلق اس طرح شکریہ ادا کیا گیا کہ ہم کو آپ کی چھٹی مل گئی ہے جسے پڑھ کر خوشی ہوئی۔‘‘ (الفضل 19 اگست 1916ء صفحہ 7 جلد 4 نمبر 13) تو آج جو ایجنٹ ہونے کا الزام لگاتے ہیں وہ تو آج بھی کبھی ان لیڈروں کو اسلام کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

ایک ترک سفیر ایک دفعہ قادیان آیا۔ اس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’آج سے کئی سال پہلے جب بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ تھے ایک ترکی سفیر یہاں آیا۔ ترکی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے اس نے مسلمانوں سے بہت سا چندہ لیا اور جب اس نے جماعت احمدیہ کا ذکر سنا تو قادیان بھی آیا۔ حسین کامی اس کا نام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کی گفتگو ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ مجھے یہاں سے زیادہ مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا وہ احترام کیا جو ایک مہمان کا کرنا چاہئے۔ پھر مذہبی گفتگو بھی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے کچھ نصائح کیں کہ دیانت و امانت پر قائم رہنا چاہئے۔ لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ (یہی آجکل مسلمان لیڈروں کے لئے مسلمان ملکوں میں ضروری ہے) اور فرمایا کہ رومی سلطنت ایسے ہی لوگوں کی شامت اعمال سے خطرے میں ہے کیونکہ وہ لوگ جو سلطنت کی اہم خدمات پر مامور ہیں اپنی خدمات کو دیانت سے ادا نہیں کرتے اور سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں بلکہ اپنی طرح طرح کی خیانتوں سے اسلامی سلطنت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سلطان روم (جو ترکی کا بادشاہ تھا یا اس وقت خلافت کہلاتی تھی) کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازے میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری کی سرشت ظاہر کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ نصیحتیں کیں تو اس سفیر کو بہت بُری لگیں کیونکہ وہ اس خیال کے ماتحت آیا تھا کہ میں سفیر ہوں اور یہ لوگ میرے ہاتھ چُومیں گے اور میری کسی بات کا انکار نہیں کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے یہ کڑوی کڑوی باتیں کیں کہ تم حکومت سے بڑی بڑی تنخواہیں وصول کر کے اس کی غداری کرتے ہو۔ تمہیں تقویٰ و طہارت سے کام لے کر اسلامی حکومت کو مضبوط کرنا چاہئے تو وہ یہاں سے بڑے غصے میں گیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ اسلامی حکومت کی ہتک کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ترکی حکومت میں بعض کچے دھاگے ہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مسلمان عام طور پر دین سے محبت رکھتے ہیں مگر افسوس کہ مولوی انہیں کسی بات پر صحیح طرح غور کرنے نہیں دیتے۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عوام الناس اپنے دلوں میں خدا کا خوف رکھتے اور سچائی سے پیار کرتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ مولوی انہیں کسی بات پر غور کرنے نہیں دیتے اور جھٹ اشتعال دلا دیتے ہیں۔ اس موقع پر بھی مولویوں نے عام شور مچا دیا کہ ترکی کی حکومت جو محافظ حرمین شریفین ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ہتک کی ہے۔ جب یہ شور بلند ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم یہ کہتے ہو کہ ترکی کی حکومت مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کرتی ہے۔ مگر مَیں سمجھتا ہوں کہ ترکی کی حکومت چیز ہی کیا ہے کہ وہ مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کرے۔ مکّہ اور مدینہ تو خود ترکی کی حکومت کی حفاظت کر رہے ہیں۔

(یہ بیان کر کے پھر آپ نے فرمایا کہ) جس شخص کے دل میں مکہ معظّمہ اور مدینہ منوّرہ کے متعلق اتنی غیرت ہو اس کے ماننے والوں کے متعلق کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے تو وہ خوش ہوں۔ ہم تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ تسلیم کیا جائے کہ حقیقی طور پر مکہ اور مدینہ کی کوئی حکومت حفاظت کر رہی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ عرش سے خدا مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کر رہا ہے۔ کوئی انسان ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے تو اس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کے لئے بڑھایا جائے لیکن اگر خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آئے تو اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ داری خدا تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح سب لوگوں سے زیادہ قربانی کرتی ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکّہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا خدا اس شخص کو اندھا کر دے گا اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا تو جو ہاتھ اس بد بیں آنکھ پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہو گا‘‘۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 547 تا 549۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اگست 1935ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی ہر احمدی کے دل میں مقامات مقدسہ کے بارے میں یہی جذبات ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان اور یقین میں بھی ہمیشہ اضافہ کرتا رہے اور ہمیشہ ہمیں قربانی کرنے والوں کی صف اوّل میں رکھے۔

نمازوں کے بعد میں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم سمیر بخوطہ صاحب کا ہے جو 24/فروری 2015ء کی صبح جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِـلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بڑے عرصے سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے لیکن اس تکلیف کے باوجود آپ مسلسل خدمت دین میں مصروف رہے۔ ان کی 58 سال عمر تھی۔ 11/مئی 1957ء کو الجزائر میں پیدا ہوئے اور 1991ء میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہاتھ پر بیعت کی۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اس کثرت سے خواب دیکھے ہیں کہ میرے لئے کوئی گنجائش نہیں رہی کہ میں احمدیت قبول نہ کرتا۔ 1993 سے 94ء تک جرمنی کی جماعت کاسّل (Kassel) کے صدر کے طور پر خدمت کرتے رہے۔ 1994ء سے 99ء تک بطور لوکل امیر کاسّل (Kassel) خدمت کی توفیق پائی۔ 99ء سے 2003ء تک ریجن ہیسن (Hessen) نارتھ کے ریجنل امیر کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ 1998ء کے جلسہ سالانہ فرانس میں شامل ہوئے۔ خاکسار کی ان سے پہلی ملاقات تھی۔ گفتگو کے دوران کہنے لگے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دو دیوانوں کا ذکر فرمایا ہے مَیں یہ چاہتا ہوں کہ ان دیوانوں میں سے ایک مَیں ہوں۔ اور اس کے بعد پھر انہوں نے واقعی دیوانوں کی طرح تبلیغ کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔

2006ء میں انہوں نے مجھے لکھا تھا کہ میں بحیثیت معلم خدمت دین کے لئے وقف کرتا ہوں۔ پہلے بھی خدمت کرتے تھے۔ تو بہرحال اس کے بعد سے لے کر تا دم آخر انہوں نے بڑے احسن رنگ میں خدمت سرانجام دی۔ امیر صاحب فرانس ہی لکھتے ہیں کہ عاجز نے سمیر بخوطہ صاحب کو گزشتہ 16 سال سے تبلیغ میں دیوانوں کی طرح کام کرتے دیکھا ہے۔ کیا فرانس کی گلیاں اور کیا مراکش، تیونس یا الجزائر یا کری باس (Caraibes) کے جزائر گلی گلی گھر گھر پیدل جانا پڑا تو کبھی یہ نہیں کہا کہ گاڑی نہیں ہے یا فاصلہ زیادہ ہے۔ پیدل ہی چل پڑے اور کئی کئی میل پیدل چلتے ہوئے لٹریچر تقسیم کرتے، تبلیغ کرتے اور سوالوں کے جواب دیتے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

خلافت سے ان کو عشق تھا اور ہر خط جن کا جواب میری طرف سے موصول ہوتا تھا اس کو بڑا سنبھال کر رکھتے تھے اور بڑا احترام کرتے تھے۔ الجزائر کے بہت سے دورے کئے اور وہاں جماعتوں کو آرگنائز کیا۔ صدر صاحب الجزائر نے بتایا کہ سخت گرمی کے باوجود ایسے علاقوں میں جہاں پہنچنا مشکل تھا گاؤں گاؤں پیدل گئے اور باوجود شوگر کی تکلیف کے مسلسل کام کرتے رہے۔ امیر صاحب فرانس کے ساتھ مراکش کے دورے کئے۔ ایک دفعہ عیدالفطر بھی وہیں گزاری اور رمضان بھی وہیں گزارا۔ احمدیوں کے گھر گھر جاتے، انہیں اکٹھا کرتے، نظام جماعت کے بارے میں بتاتے۔ بڑی مستقل مزاجی سے انہوں نے خدمت کی ہے۔ نہ صرف تبلیغ کی بلکہ جن کو تبلیغ کرتے تھے ان کی تربیت بھی کی اور جماعتوں کو آرگنائز بھی کیا۔

تیونس میں تبلیغی سفر کے دوران ایک دفعہ پولیس نے پکڑ لیا۔ حراست میں بھی رہے۔ اس کے بعد پھر یورپین پاسپورٹ کی وجہ سے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ امیر صاحب فرانس کہتے ہیں کہ اگر میں یہ بات کہوں کہ وہ ایک جنّ کی طرح تبلیغ کرتے تھے تو غلط نہ ہوگا۔ آخری وقت میں بھی احباب کو تبلیغ کرنے کی اور جماعت کے کام کرنے کی نصیحت کرتے رہے۔ اور جو اس وقت کاسّل (Kassel) میں ہمارے مربی ہیں ان کو انہوں نے وفات کے وقت یہی کہا جو مجھے پیغام بھجوایا کہ اگر کام کرنے میں مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف کر دیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے انتہائی وفا کے ساتھ نہ صرف اپنے عہد بیعت کو نبھایا بلکہ دین کی خدمت کا بھی جو عہد کیا تھا اس کو بھی اس کی جو انتہا ہو سکتی تھی اس تک پہنچانے کی کوشش کی۔ خدمت دین ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اور خلافت کی اطاعت اس طرح تھی کہ انسان تصور نہیں کر سکتا کہ نیا احمدی ہوا ہوا اس حد تک اطاعت کے جذبے سے سرشار ہوگا۔ وہاں کاسّل (Kassel) کے جو مربی سفیر الرحمٰن ہیں، لکھتے ہیں کہ گزشتہ جمعہ کے روز ہسپتال کی انتظامیہ سے بڑی مشکل سے جمعہ پڑھنے کی اجازت لے کر آئے اور مسجد میں تشریف لائے اور تصاویر کھنچوائیں اور کہتے تھے کہ میرا یہ آخری جمعہ ہے۔ یہ ان کو پتا تھا۔

آخری ایام میں بھی ان کا یہی مطالبہ تھا کہ مربی صاحب کو کہتے ہیں کہ انہیں جلد از جلد حضرت مصلح موعود کی تصنیف ذکر الٰہی کی دو عدد کاپیاں دی جائیں۔ یہ انہوں نے اپنے زیر تبلیغ ڈاکٹرز کو پہنچانی تھیں۔ اور مربی صاحب کہتے ہیں جیسے ہی مَیں نے ہسپتال میں یہ تصنیف پہنچائی تو سمیر صاحب نے اہلیہ سے کہا کہ جلدی سے ڈاکٹرز کو دے آؤ اور وہ ڈاکٹر صاحب بھی سمیر بخوطہ صاحب کے رویّے اور ان کے اخلاق سے بہت متاثر تھے اور انہوں نے بار بار اس کا اظہار بھی کیا کہ ہم نے آج تک اس سے زیادہ صبر والا اور خدا تعالیٰ پر توکّل کرنے والا مریض نہیں دیکھا۔

مربی صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میٹنگ تھی اور اس میں فیصلہ ہونا تھا کہ مہمان نوازی کے لئے جو لوگوں نے آنا ہے ان کے لئے کتنے لوگوں کا کھانا تیار کیا جائے، کتنی چیزیں بنائی جائیں اور لمبی بحث چلنی شروع ہوگئی کہ اتنی تعداد میں بنائی جائے یا اتنی تعداد میں بنائی جائے۔ سمیر بخوطہ صاحب بھی بحیثیت نمائندہ وہاں موجود تھے۔ اس پر انہوں نے بڑی ناراضگی کا اظہار کیا۔ کہنے لگے کہ ہم کوئی چھوٹے بچے نہیں ہیں کہ ہمیں قواعد نئے سرے سے سکھائے جائیں اور نہ ہی یہ جماعت ہمارے لئے کوئی نئی چیز ہے۔ ہمارے پاس ایک نظام ہے اور وہ نظام یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہم میں موجود ہیں، یعنی مربی موجود ہیں، وہ جو بھی ہمیں کہیں ہم نے بس اس کی اطاعت کرنی ہے۔ اس لئے اتنی تعداد میں بنائی جائے یا اتنی بنائی جائے اس کو چھوڑو اور جس طرح یہ کہتے ہیں، فیصلہ کرتے ہیں اس کے مطابق عمل کرو۔

پس یہ روح ہے جب پیدا ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں میں اتفاق بھی ہوتا ہے، اتحاد بھی ہوتا ہے اور ترقی بھی ہوتی ہے۔ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہر مقام پر جہاں بھی ہمیں موقع ملے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچائیں، آگے ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کہا کرتے تھے کہ تبلیغ میرا آکسیجن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کاسّل (Kassel) میں کافی غیر پاکستانی احمدی ہیں اور یہ سب انہی کی بدولت اور انہی کی محنت سے احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔ اپنے پیچھے انہوں نے اہلیہ مریم بخوطہ صاحبہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑے بیٹے نورالدین شادی شدہ ہیں اور دوسرے عبدالحکیم اور منیر احمد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کے پاس ایک بیگ ہوا کرتا تھا، ہمیشہ جب بھی سفر پر جاتے تو بیگ رکھا کرتے تھے بلکہ اب بھی انہوں نے الجزائر جانے کے لئے سیٹیں بک کروائی ہوئی تھیں لیکن زندگی نے ساتھ نہیں دیا۔ امیر صاحب فرانس کہتے ہیں ان کی وفات کے بعد یہ بیگ ان کی اہلیہ کے سپرد کیا گیا تو دیکھا تو اس میں دو قمیصیں، ایک پاجامہ اور ایک گرم کوٹ ہے۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چار عربی کتب اور جو میری طرف سے خط ان کو گئے ہوئے تھے وہ خط انہوں نے رکھے ہوئے تھے اور عربی زبان کے سو(100) بیعت فارم اس بیگ میں تھے۔ یہ کُل سفر کا ان کا بیگ ہوتا تھا جس کو ہر وقت وہ ساتھ رکھتے تھے۔

صدر جماعت الجزائر ہیں فالی محمد صاحب وہ کہتے ہیں کہ بہت بااخلاق انسان اور خلیفۂ وقت کی بہترین نمائندگی کرنے والے تھے۔ کہتے ہیں میری پہلی ملاقات ان سے 2007ء میں ہوئی۔ اس کے بعد مرحوم نے خلیفہ وقت کی ہدایات کے مطابق یہاں جماعت قائم کی۔ بیماری کے باوجود دورے کرتے۔ کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر صبر سکھایا۔ بڑی خواہش تھی کہ الجزائر میں اپنی مسجد ہو اور اس میں نماز ادا کریں۔

الجزائر کے ہی اعمراش حمید صاحب کہتے ہیں کہ بڑی مؤثر شخصیت کے مالک تھے اور تعارف کے بعد سے ہی آپ کے لئے جذبات محبت پیدا ہو گئے تھے۔ مرحوم سے پہلی ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ اس علاقے میں ہماری اپنی کوئی مسجد ہو سکتی ہے؟ مسکرا کر کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ اگر اس دن جب یہاں مسجد بنے میں حاضر نہ ہوں تو مجھے بھول نہ جانا اور دعاؤں میں یاد رکھنا۔ ایک دن بخوطہ صاحب نے بتایا کہ افریقہ کے دورے کے دوران ایک بوڑھے شخص نے آپ کو ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ کیا آپ کو ایک خزانہ دکھاؤں؟ پھر اپنی جیب سے بیعت کی قبولیت کا خط ایک پلاسٹک کور میں محفوظ کیا ہوا دکھایا کہ یہ خزانہ ہے جس کی حفاظت ضروری ہے۔ تو یہ لوگ ہیں جو احمدی ہوئے اور اپنے اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

جرمنی سے عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں کہ خلفائے احمدیت سے جنون کی حد تک محبت کرنے والے، حکّام بالا کی اطاعت کرنے والے، تبلیغ کے جذبے سے سرشار، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن کتب کا بھی ترجمہ ہو چکا تھا یا جو عربی میں تھیں ان کو تین مرتبہ پڑھا اور بہت سا حصہ زبانی یاد کیا۔ جب آپ کاسّل (Kassel) کے امیر تھے تو آپ کی تبلیغ سے 18 مختلف قومیّتوں کے افراد احمدی ہوئے۔ آپ نے ان کی تربیت بھی کی اور انہیں جماعت کا فعّال حصہ بنایا۔ کاسّل (Kassel) کے نماز سینٹر میں ستّر سے نوّے عرب احمدیوں کی کلاس لگاتے تھے جن میں عرب دوست اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ساتھ لاتے تھے۔ کاسّل (Kassel) کی جماعت کے لئے ایک فرشتہ تھے۔ مسجد حاصل کرنے میں بھی آپ کا بہت بڑا کردار ہے۔ عربی فرنچ اور جرمن میں ان کو کافی عبور تھا۔ سمیع قریشی صاحب کہتے ہیں جب میرے ذریعہ سے انہوں نے بیعت کی اور حضرت خلیفہ رابع کو جب یہ بیعت فارم بھجوایا گیا، بیعت کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ کے مصداق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے ثابت بھی کیا۔

دوسرا جنازہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کا ہے جو چوہدری محمد ابراہیم صاحب کے بیٹے تھے۔ شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔ 78-77ء میں انہوں نے خود بیعت کی توفیق پائی۔ بعد میں ان کی فیملی بھی اور دو بھائیوں نے بھی بیعت کر لی۔ رچنا ٹاؤن میں قیام کے دوران بحیثیت سیکرٹری اصلاح و ارشاد اور سیکرٹری امور عامہ خدمت کی توفیق پائی۔ علاقہ میں معروف اور نمایاں حیثیت کے مالک تھے۔ 7/ستمبر 2011ء کو رچنا ٹاؤن میں مخالفین جماعت نے بشیر صاحب پر ان کے گھر کے قریب قاتلانہ حملہ کیا۔ حملہ کے نتیجہ میں ان کو تین گولیاں لگیں۔ ایک گولی گردن میں لگی اور آر پار ہو گئی جبکہ دو گولیاں پیٹ میں لگیں جنہوں نے بڑی آنت کو شدید نقصان پہنچایا۔ وقوعہ کے بعد پھر ان کا ایک ہفتہ لاہور میں علاج ہوا اس کے بعد فضل عمر ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ اللہ کے فضل سے صحتیاب ہوئے۔ اور ان پر قاتلانہ حملہ کے مدعی ان کے ایک غیر احمدی بھانجے زاہد احمد صاحب بنے۔ اور یہ گروہ تو کیونکہ پورا مافیا ہوتے ہیں نتیجۃً قاتلوں نے 5/مارچ 2012ء کو فائر کر کے ان کے بھانجے کو بھی شہید کر دیا جو غیر از جماعت تھے۔ ان حالات میں چوہدری صاحب نے پھر اپنی فیملی کے ساتھ وہاں سے شفٹ ہونے کا سوچا اور ربوہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ قبل ان کو کینسر تشخیص ہوا تھا۔ زیر علاج رہے لیکن تقدیر غالب آئی اور ان کی وفات ہو گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ بڑے نرم مزاج تھے۔ نمازوں کی طرف توجہ دینے والے تھے۔ والدین کی خدمت کرتے ہوئے ان کو دیکھا۔ بہت صابر اور سادہ تھے۔ رحمدل اور ہر کسی سے مخلص تھے۔ خود اپنے آپ کو نقصان کروا لیتے تھے لیکن کسی کو نقصان نہیں پہنچنے دیتے تھے۔ کسی ضرورتمند کو اکیلا نہیں چھوڑتے تھے۔ ہمیشہ سب کی مدد کرتے تھے چاہے وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ تہجد گزار اور ہمیشہ مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے والے اور یتیم بچوں اور بیواؤں کی پرورش کرتے تھے۔ مخالفین کا بھی ذکر ہوتا تو ہمیشہ کہتے بس یہ دعا کرو اللہ ان کو ہدایت دے۔ جب ان پر حملہ ہوا ہے اس وقت بھی تیمارداری کے لئے جو لوگ گئے انہوں نے کہا کہ ان ظالموں کو اللہ تعالیٰ پکڑے تو آپ نے فرمایا یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔ وفات کے وقت ان کی عمر 63 سال تھی۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر عطا فرمائے اور مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

پَین افریقن ایسوسی ایشن کی جانب سے لندن میں اسلام کے تعارف پر مبنی پروگرام اور مڈلینڈز میں امن کانفرنس کا انعقاد

(رپورٹ: ٹومی کالون۔ صدر پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن۔
انگریزی سے ترجمہ: سعود رفاقت)

اسلام کے تعارف پر مبنی پروگرام

PAAMA (پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن) برطانیہ نے 30 نومبر 2014 کو مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں ایک نہایت ہی کامیاب تبلیغی مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا۔ یہ تقریب پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کی اسلام کی اصل تعلیمات کو دنیا کے سامنے اجاگر کرنے اور اس کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ بین المذاہب گفتگو کے فروغ کی کوششوں کی ایک کڑی تھی۔ امام مسجد فضل لندن مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے جو مبلغ انچارج برطانیہ اور نائب امیر بھی ہیں اجلاس کی صدارت کی اور بہت سے سوالات کے جوابات دیئے۔

جماعتِ احمدیہ مسلمہ کی روایات کے مطابق اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مسٹر موبے صاحب نے کی۔ انگریزی ترجمہ عبد الرحمٰن چام صاحب نے کیا۔ ایسوسی ایشن کے صدر ٹومی کالون صاحب نے ایک مختصر استقبالیہ خطاب میں اس تقریب کا مقصد بیان کیا۔

بعد ازاں امام صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور آپ نے حاضرین کے سامنے اسلامی تعلیمات کے تین بنیادی مأخذ بیان فرمائے کہ وہ قرآن مجید، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس کے بعد سوال و جواب کی ایک دلچسپ محفل منعقد ہوئی۔ حاضرین کی جانب سے متعدد سوالات لکھ کر بھی بھجوائے جا رہے تھے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے تمام سوالات کو پیش کرنا بھی ممکن نہ تھا اس لئے مہمانِ خصوصی نے ایسوسی ایشن کو تجویز دی کہ اسی پروگرام کے تسلسل میں ایک اور پروگرام ترتیب دیا جائے تاکہ جو اٹھائیس سوالات رہ گئے ہیں ان کو سن کر ان کے جوابات دیئے جائیں۔ آخر پر پَین افریقین احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے سیکرٹری خارجہ نے ان تمام احباب کے اسماء پڑھ دیئے جن کے سوالات وقت کی کمی کے باعث پیش نہ کیے جا سکے تھے۔

اس کے بعد دعا ہوئی جو مکرم امام صاحب نے کروائی اور پھر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

....

مڈلینڈز میں امن کانفرنس کا انعقاد

پَین افریقن کے مڈلینڈز چیپٹر نے 15 نومبر 2014ء کو دارالبرکات برمنگھم میں بین المذاہب امن کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ایک بڑی تعداد میں مہمانوں نے شرکت کی۔ اس پروگرام کا انعقاد PAAMA کے مقامی صدر Toby Ephram اور ان کی مجلس عاملہ کی کاوشوں سے ہوا۔ اس تقریب میں امیر جماعت احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب، PAAMA کے صدر ٹومی کالون صاحب، مڈلینڈز جماعت کے مقامی صدر ڈاکٹر محمد اشرف صاحب اور مقامی مبلغ مولانا عبد الغفار صاحب نے شمولیت کی۔ ان کے علاوہ اس کانفرنس میں برمنگھم کے لارڈ میئر اور رائل نیوی کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

اللہ کے خاص فضل سے دو سو سے زائد احباب و خواتین نے کانفرنس میں شرکت کی جن میں سے ایک سو چالیس مہمانان تھے۔ تقریب میں ہونے والی تقاریر کے علاوہ جماعت احمدیہ کی خدمتِ انسانی اور دیگر مؤثر سرگرمیوں کی عکاسی کرنے کے لئے ایک نمائش لگائی گئی تھی جس میں مختلف کتب، اشتہارات، خلفائے احمدیت اور ہیومینٹی فرسٹ وغیرہ کی تصاویر آویزاں کی گئی تھیں۔

تقریب کا استقبالیہ مکرم ٹومی کالون صاحب نے دیا۔ مہمان مقرر مڈلینڈ پولیس کے سپرنٹنڈنٹ Richard Baker نے اس تقریب کی اہمیت پر اپنی رائے کا اظہار کیا اور کہا کہ ''ایسی تقاریب لوگوں کو موقع فراہم کرتی ہیں کہ ہم مل کر امن کے متعلق مسائل پر غور کر کے ان کے حل کی طرف توجہ دے سکیں''۔

اس تقریب میں چیرٹی "Stop Hate UK" کے نمائندہ Clair Tabert نے بھی شرکت کی۔ یہ چیرٹی فری ہیلپ لائن چلاتی ہے جس کا مقصد انگلستان میں بسنے والے لوگوں کے مابین hate crime کو ختم کرنا ہے۔ یہ ادارہ عام شہریوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ اس قسم کے جرائم کی اطلاع اعتماد کے ساتھ ضرور کریں۔

Church of God of Prophecy کے بشپ Basil Richard نے مارٹن لوتھر کِنگ کا ایک قول پیش کیا کہ ''اصل امن سے مراد معاشرہ میں باہمی تناؤ ختم کرنا نہیں۔ درحقیقت اصل امن معاشرہ میں انصاف کے قیام کا دوسرا نام ہے۔''

بدھ مت کے نمائندہ Dave Whip نے اس بات پر زور دیا کہ ایک دوسرے کی عزت کرنا امن کے قیام کے لئے بہت ضروری ہے۔ جین مت کے نمائندہ Arivinder Jain نے اس بات کا اظہار کیا کہ حقیقی امن اپنے الفاظ اور اپنے اعمال کے محتاط استعمال سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس بات کی کوشش کی جائے کہ تشدد کو جڑ سے ہی ختم کر دیا جائے۔ آریہ سماج کے نمائندہ ڈاکٹر Yadar Umesh نے کہا کہ امن قائم کرنے کے پانچ بنیادی اجزاء ہیں۔ سچائی، عدم تشدد، پیار، عزت اور دعائیں۔ ریورنڈ Anderson Denis نے مدر ٹریسا کا ایک قول پیش کیا کہ 'امن ایک مسکراہٹ سے شروع ہوتا ہے اور ماحول کو روشن کر دیتا ہے۔ اس سے ہماری ایک دوسرے تک رسائی آسان اور محبت سے پُر بنا دیتا ہے اتنا کہ ہم اپنی خوشیاں اور غم ایک دوسرے سے بانٹنے لگ جاتے ہیں'۔

امیر جماعت احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب نے اس تقریب سے صدارتی خطاب فرمایا انہوں نے کہا کہ دنیا میں امن اور معاشرے کے اتحاد کی بات آئی تو تمام مقررین نے اس کانفرنس میں ایک ہی طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے مذہب کے غلط استعمال کا حوالہ دیتے ہوئے امیر صاحب نے واضح طور پر کہا کہ قرآن پاک ہرگز کسی بھی صورت میں انتہا پسندی اور دہشتگردی کی اجازت نہیں دیتا۔ لوگوں کی طرف سے ادنیٰ درجہ کے فوائد حاصل کرنے، طاقت اور وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے خداتعالیٰ کے کلام اور اس میں مذکور تعلیمات کی غلط تشریح پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ امن کے قیام کے لئے اسلام اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے کہا کہ ہمیں اپنے خالق کے ساتھ ایک حقیقی تعلق قائم کرنا چاہیے۔ اسی طرح معاشرہ میں انفرادی سطح پر اور بین الاقوامی سطح پر انصاف کے قیام سے دنیا میں حقیقی امن کا قیام ممکن ہے۔ خداترسی، راستبازی اور خدا کا خوف ہماری زندگیوں کی شناخت ہونے چاہیے۔

کانفرنس کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو کہ امیر صاحب نے کروائی اور اس کے بعد امیر صاحب اور ٹومی کالون صاحب نے کانفرنس کے لئے تشریف لانے والے خصوصی مہمانوں اور مقررین کو تحائف پیش کئے۔ تقریب کے اختتام پر شرکاء کو عشائیہ پیش کیا گیا۔

بقیہ: ایسا نمونہ پیش کرنا چاہئے کہ......

......از صفحہ نمبر 4

نہیں جانتے مگر احمدیت کے لئے ایسا جوش رکھتے ہیں کہ سینکڑوں لوگ ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ احمدیت کی سچائی کی یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے کہ کوئی زمانہ تھا جب مسلمان کہلانے والے عیسائی ہوتے تھے لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوا تو عیسائی اور انگریز لوگ مسلمان ہونے لگے۔ گویا پہلے اگر شیر بکری کو کھاتے تھے تو اب بکری شیروں کو کھانے لگی اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ہوا۔ ولایت میں انگریز مسلمان ہو رہے ہیں۔ امریکہ میں امریکن لوگ اسلام قبول کرتے جاتے ہیں۔ یہی لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتے تھے مگر اب اسلام قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ عیسائی پادریوں کو نوٹس دیا گیا ہے کہ وہ احمدیوں سے بات چیت نہ کریں۔ پادری زویمر جو کسی زمانہ میں مصر میں رہتا تھا اس نے ایک شخص سے سوال کیا جس کا وہ جواب نہ دے سکا۔ اتفاقاً وہ شخص ہمارے ایک طالب علم سے ملا جو مصر میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور جو آج کل مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ انہوں نے اس شخص کو سوال کا جواب سمجھایا اور کہا یہ جواب پادری کے سامنے پیش کرنا۔ چنانچہ وہ شخص پادری زویمر کے پاس گیا اور اسے جواب سنایا۔ پادری صاحب گھبرا کر کہنے لگے کیا تم کسی قادیانی سے تو مل کر نہیں آئے، اب یہاں نہ آنا۔ غرضیکہ یہ لوگ اب احمدیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

پس احمدیت کی اشاعت بُزدلی سے نہ کرو بلکہ جرأت اور بہادری سے کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ گورنمنٹ کے قوانین کی خلاف ورزی کرنی شروع کر دو بلکہ یہ ہے کہ گورنمنٹ سے مل کر کام کیا جائے۔ ...... **اگر ہماری جماعت دوسروں پر ظاہر کر دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک خزانہ ہے تو پھر کون ہے جو انکار کرے اور خزانہ کو ردّ کر دے۔**

مَیں پھر یہ کہتا ہوں کہ یہ سوال ہی غلط ہے کہ ہم اَن پڑھ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے مگر سب دنیا کو آپؐ نے تعلیم دی۔ پس خدا کا فضل حاصل کرو، پھر سب کچھ پالو گے۔ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرو پھر کسی کتاب کے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اصل چیز خدا کی محبت ہے، اسے پیدا کرو۔ پڑھائی صرف ''سونے پر سہاگہ'' کا کام دیتی ہے۔ اگر کتابی علم سے کچھ بنتا تو پھر اسلام نہ پھیلتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔ عرب لوگ اُمّی تھے۔ مگر دیکھو اِن اُمّیوں نے کس طرح اسلام پھیلایا۔ پہلے بزرگ مختلف پیشے اختیار کر کے اسلام کو پھیلایا کرتے تھے۔ وہ اُمّی تھے اپنا کام کرتے تھے مگر خدا کی محبت ان میں موجزن تھی اس لئے وہ اسلام کی راہ میں تکلیف اٹھا کر بھی اسلام پھیلاتے تھے۔ پس کوشش کرو کہ حق دنیا میں پھیل جائے اور اس وقت تک آرام نہ کرو جب تک حق تمام دنیا تک نہ پہنچ جائے۔ اپنے نفوس میں اصلاح کرو اور اپنی حالت درست کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر اپنے فضل نازل کرے گا اور لوگوں کے قلوب میں الہام کرے گا تاکہ وہ آپ کی مدد کریں اور ہاتھ بٹائیں۔......''

''......**مَیں جماعت کے لوگوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں خواہ کوئی تاجر ہو یا واعظ، زمیندار ہو یا گورنمنٹ کا ملازم، خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، ہر ایک کو سب سے اوّل اپنے نفس کی اصلاح کرنی چاہئے اور لوگوں کے سامنے اپنا ایسا نمونہ پیش کرنا چاہئے کہ جو کوئی دیکھے پکار اٹھے خدا رسیدہ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو پھر دیکھ لو احمدیت کی ترقی کے لئے کس طرح رستہ کھل جاتا ہے اور کتنی جلدی ترقی ہوتی ہے۔** لیکن یہ حالت نہ ہو تو خواہ کوئی مبلّغ آئے یا مَیں خود ہی آؤں جسے خدا تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا ہے اور وعظ کروں تو لوگ یہی کہیں گے جب احمدیوں میں کوئی تغیّر نہیں نظر آتا تو ہم کیوں احمدی بنیں۔ **پس اپنے اخلاق درست کرو، اپنے معاملات درست کرو، اپنے تعلقات درست کرو، اور لوگوں پر ثابت کر دو کہ ان کی سچی ہمدردی اور خیر خواہی آپ کے دل میں ہے۔ ......مَیں آپ لوگوں کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے فرائض اچھی طرح ادا کرنے کی کوشش کریں۔ عبادات باقاعدہ ادا کریں۔ چندہ وغیرہ میں اچھی طرح حصہ لیں اور تبلیغ میں سرگرم رہیں۔**

خداتعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ آپ لوگوں کی ضرورتیں پوری کر سکیں اور آپ لوگوں کو پورے جوش سے کام کرنے کی ہمّت عطا کرے اور دوسرے لوگوں کو حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ جو لوگ اس سچائی کو قبول نہیں کرتے وہ اسلام کے غلبہ میں روک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت قائم کی ہے وہ اسلام کی حفاظت کرنے والی فوج ہے۔ جو اس فوج میں شامل نہیں ہوتا وہ اسلام کی شکست کا باعث بنتا ہے۔ خداتعالیٰ لوگوں کو سمجھ دے تاکہ وہ اس فوج میں داخل ہوں اور اسلام دنیا میں کامیاب ہو اور ساری دنیا میں پھیل جائے۔''

(انوار العلوم جلد 10 صفحہ 600 تا 607)

جماعت احمدیہ کے زیرانتظام جاپان میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ''بیت الاحد'' کے محراب میں مسجد مبارک قادیان کے محراب اور دارالمسیح کی مبارک اینٹوں کی تنصیب

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے 7جون 2013ء کو جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ خریدی گئی۔ایک ہزار مربع میٹر سے زائد رقبہ پر مشتمل عمارت کی پہلی منزل پر مسجد کا مین ہال ہے جہاں500 سے زائد نمازیوں کی گنجائش موجود ہے۔دوسری منزل پر آفس،لائبریری روم،لجنہ ہال،مربی ہاؤس اور گیسٹ رومز بنائے گئے ہیں۔مسجد بیت الاحد جاپان برلب سڑک واقع ہے اوراس کے چاروں کونوں پر تعمیر ہونے والے مینار اور گنبد ہر خاص وعام کی توجہ کا مرکز ہوں گے۔

مسجد بیت الاحد جاپان کی تاریخی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے یہ مسجد نہ صرف جاپان بلکہ شمال مشرقی ایشیائی ممالک (چین، کوریا، ہانگ کانگ، تائیوان وغیرہ) میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے۔ جاپان میں مسلمانوں کی 100کے قریب مساجد میں سے مسجد بیت الاحد نمازیوں کی گنجائش کے اعتبار سے جاپان کی دوسری بڑی مسجد ہوگی۔

مسجد کی تعمیر اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش

جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے کئی سالوں سے کوششیں جاری تھیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مئی 2006ء میں دورہ جاپان کے دوران جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کا خصوصی ارشاد فرمایا اور مسجد کمیٹی مقرر فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور مشفقانہ توجہ سے اللہ تعالیٰ نے جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے سارے مراحل آسان فرمادیئے اور جون 2013ء میں ایک نہایت موزوں جگہ عطا فرمادی۔نومبر 2013ء میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دورہ جاپان کے دوران اس عمارت میں تشریف لائے ، نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ یہاں رونق افروز رہے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور حضور انور کی دعاؤں کی برکت سے دسمبر 2013ء میں Aichi صوبہ کے گورنر کی طرف سے اس عمارت کو جماعت احمدیہ جاپان کے مرکز اور مسجد کے طور پر استعمال کی اجازت موصول ہوگئی۔

مسجد کا نام

جاپان میں 1991ء سے مسجد کی تعمیر کی باقاعدہ کوششیں ہورہی تھیں اس پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے مختلف نام زیرغور تھے۔سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں یہ صورتحال عرض کر کے نام تجویز فرمانے کی درخواست کی گئی۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد موصول ہوا:

''مسجد بیت الاحد رکھ لیں''

(مکتوب مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب۔لندن۔ مؤرخہ 17.07.2013)

مشفقانہ دعائیں

مسجد بیت الأحد کی جگہ کی خرید اور تعمیر تک کے تمام مراحل اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا ثمر ہیں۔

مسجد کے معاہدہ کے موقع پر ہمارے وکیل Mr. Akio Najima صاحب کہنے لگے کہ میں جماعت احمدیہ کے افراد کے یقین اور توکّل پر بہت حیران ہوں کہ مسجد کے اجازت نامہ کا مرحلہ بظاہر بہت مشکل نظر آتا تھا اور ایک موقع پر جب یہ صورتحال ناممکن نظر آنے لگی تو جماعت احمدیہ کے افراد کہنے لگے کہ ہمارے امام نے منظوری عطا فرمادی ہے اس لئے اب یہ جگہ ہمیں ضرور ملے گی لہٰذا آپ کارروائی کریں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ مسجد کی جگہ کی تلاش،خرید اور تعمیر کے مختلف مراحل پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مشفقانہ دعائیں حاصل رہیں جو ناممکن کو ممکن کردینے کی تاثیر رکھتی ہیں۔

جب حضور انور کو اس عمارت کے جماعت کو Handover کی کارروائی مکمل ہونے کی اطلاع دی گئی تو اس پر حضور انور نے فرمایا:

''الحمدللہ۔اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ۔اللہ تعالیٰ کرے اس مسجد کے ذریعہ جاپان میں اسلام کی تبلیغ کی راہیں کھلیں اور یہ مسجد عبادت گزاروں سے بھر جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جماعت کی ترقی اور مضبوطی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔آمین''

(مکتوب حضور انور۔31.12.2013)

سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

مسجد بیت الأحد کی renovation کا کام 25/اکتوبر 2014ء کو شروع ہوا۔10دسمبر 2014ء کو مکرم مرزا محمود احمد صاحب انچارج سنٹرل آڈٹ آفس حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر مسجد بیت الاحد جاپان کے کام کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔آپ نے مسجد کے کام کا جائزہ لیا اور نہایت ضروری ہدایات سے نوازا۔مسجد بیت الاحد کی renovation کے آغاز سے ہی یہ تجویز تھی کہ محراب کی تعمیر کے وقت مسجد مبارک قادیان اور دارالمسیح قادیان کی مبارک اینٹیں محراب میں نصب کی جائیں۔حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ خصوصی مکرم مرزا محمود احمد صاحب کے دوران جاپان کے دوران حُسن اتفاق سے محراب کی تعمیر کا آغاز ہوا۔خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اجازت کے لئے عرض کیا تو آپ نے از راہ شفقت اجازت مرحمت فرمادی۔

مؤرخہ 12اور13دسمبر کو قادیان اور ربوہ میں دو بکرے صدقہ کئے گئے۔تمام احباب جماعت احمدیہ جاپان کو انفرادی صدقہ اور دن کا آغاز نماز تہجد سے کرنے کی تحریک کی گئی۔

مؤرخہ 14دسمبر 2014ء بروز اتوار صبح دس بجے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب مسجد بیت الاحد کے محراب کے لئے مختص جگہ کے سامنے منعقد کی گئی۔مکرم حزقیل احمد صاحب (طالب علم جامعہ احمدیہ) نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت کی گئی ابراہیمی دعاؤں پر مشتمل آیات کی تلاوت کی،مکرم محمد عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا جس کے بعد مکرم اطہر احمد ڈار صاحب سیکرٹری جائداد نے مسجد بیت الاحد پراجیکٹ کی مختصر رپورٹ پیش کی ۔رپورٹ میں انہوں نے نصب کی جانے والی مبارک اینٹوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ:نصب کی جانے والی پہلی اینٹ مسجد مبارک قادیان کے محراب کی اینٹ ۔2008ء میں خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں مسجد مبارک کی توسیع کے موقع پر محراب میں دروازہ بنایا گیا تھا۔مکرم مرزا ظفر احمد صاحب ۔سابق آنریری مبلغ جاپان (شہید سانحہ ماڈل ٹاؤن) کو یہ اینٹ تحفہ میں ملی تھی اوران کی خواہش کے مطابق جاپان میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے لئے پیش کر دی گئی۔دوسری اینٹ دارالمسیح قادیان کی مبارک اینٹ ہے جو مکرم مظفر احمد قادیانی صاحب کی درخواست پر مکرم ناظر اعلیٰ قادیان نے جاپان میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے لئے عطا فرمائی۔اللہ تعالیٰ ہردو احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مکرم مرزا صاحب شہید کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

مکرم مرزا محمود احمد صاحب نے مسجد مبارک قادیان والی اینٹ اور خاکسار نے دارالمسیح قادیان والی اینٹ مسجد بیت الاحد جاپان کے محراب میں نصب کی اور تقریب میں موجود تمام احباب جماعت نے سیمنٹ ڈالنے کی سعادت حاصل کی۔

احباب جماعت سے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر احسن رنگ میں مکمل کروانے کی توفیق بخشے۔مسجد بیت الاحد کے لئے قربانی کرنے والوں اور دعائیں کرنے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس مسجد کے ذریعہ جاپان میں تبلیغ اسلام کی راہیں کھلیں۔آمین

23 مارچ۔ یومِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رانا غلام مصطفیٰ منصور۔ مربی سلسلہ

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نُورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اس زمانہ میں آنے والے عظیم الشان انقلاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشادفرماتا ہے۔ وَلَمَّا جَآءَ عِیۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ لِاُبَیِّنَ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِیۡہِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ (43۔الزخرف:64) ترجمہ: اور جب عیسیٰ کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آ گیا۔ تو اس نے کہا یقیناً میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے سامنے بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ کھول کر بیان کروں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور میری اطاعت کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابنِ مریم کی آمدثانی کی پیشگوئی بیان فرمائی ہے کہ وہ اس وقت آئے گا جب کہ زمانہ حکمت کی تلاش میں ہو گا۔ اور مسلمان اختلافات کا شکار ہو چکے ہوں گے۔ وہ آنے والا تمام اختلافات ان کے سامنے کھول کر رکھ دے گا۔ اور ان اختلافات کا عدل سے فیصلہ کر دے گا۔ اور تقویٰ کی تعلیم دے گا۔ اور سیّدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تعلیم دے گا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کروائے گا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل غلام بن کر آئے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مخلوقِ خدا کو لائے گا۔ جیسا کہ میرے آقا و مولا سیّدِ وُلدِ آدم وجہِ تخلیق کائنات حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَ الَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَیُوۡشِکَنَّ اَنۡ یَّنۡزِلَ فِیۡکُمۡ ابۡنُ مَرۡیَمَ حَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرَ الصَّلِیۡبَ وَ یَقۡتُلَ الۡخِنۡزِیۡرَ وَ یَضَعَ الۡحَرۡبَ وَ یُفِیۡضُ الۡمَالَ حَتّٰی لَا یَقۡبَلَہٗ اَحَدٌ۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم حدیث نمبر 3448)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔ صحیح فیصلہ کرنے والے عدل سے کام لینے والے ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ لڑائی کو ختم کر دیں گے۔ یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اسی طرح وہ مال بھی لُٹائیں گے۔ لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

پھر ایک اور مقام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَنۡ أَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوۡشِکُ مَنۡ عَاشَ مِنۡکُمۡ أَنۡ یَلۡقٰی عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ اِمَامًا مَھۡدِیًّا وَ حَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ وَیَضَعُ الۡجِزۡیَۃَ وَتَضَعُ الۡحَرۡبُ أَوۡزَارَھَا۔ (مسند احمد بن حنبل مترجم، جلد4 صفحہ 564 مسند ابی ھریرۃ، حدیث نمبر 9312)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ ابن مریم کا زمانہ پائے گا وہی امام مہدی اور حَکَم وعدل ہوگا۔ جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ جزیہ کے دستور کو ختم کر دے گا اور لڑائی اپنے اَوزار پھینک دے گی۔

ان احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کھول کر بیان فرمادیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کی آمدثانی ضرور اور یقیناً ہوگی وہ امام مہدی بن کر آئیں گے۔ صلیبی فتنہ کے عروج کے زمانہ میں آئیں گے۔ اور اس صلیبی فتنہ کو ختم کریں گے۔ مسلمانوں میں اختلافات پیدا ہو چکے ہوں گے۔ وہ ان اختلافات کے عدل پر مبنی فیصلے کریں گے۔ خنزیر صفت لوگوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لاکر خدائے واحد و یگانہ کے پرستار بنادیں گے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کا یہ بندہ فیضِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوکر نورِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر 13/ فروری 1835ء کو قادیان میں پیدا ہوا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع سے متقی، پرہیزگار اور تقویٰ شعار تھے۔ اس کی گواہی آپ کے مخالفین اس طرح دیتے ہیں۔

1۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب

جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچپن کے زمانہ سے جانتے تھے وہ لکھتے ہیں:۔

’’مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملاّ پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔ (اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 6)

’’مؤلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے وَاللّٰہُ حَسۡبُہٗ شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار وصداقت شعار ہیں۔‘‘ (اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 9)

2۔ مولوی سراج الدین صاحب

جو مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار کے والد صاحب تھے۔ آپ کی پہلی زندگی کے متعلق اپنی چشمدید شہادت یوں تحریر کرتے ہیں:

’’مرزا غلام احمد صاحب 1860ء و 1861ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر 22، 23 سال کی ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔‘‘

(زمیندار۔ 8 جون 1908ء)

3۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

ایڈیٹر’’اہل حدیث‘‘ اپنی کتاب ’’تاریخ مرزا‘‘ کے صفحہ 53 پر لکھتے ہیں:

’’براہین احمدیہ تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی 17، 18 سال کی ہوگی میں بشوقِ زیارت پاپیادہ قادیان گیا۔‘‘

4۔ اخبار وکیل امرتسر (مورخہ 30 مئی 1908ء صفحہ 1)

’’کیریکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا، وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی، غرض کہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایتِ دین مسلمانانِ ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچادیا‘‘۔

5۔ تہذیب النسواں لاہور سید ممتاز علی صاحب امتیاز نے لکھا:

مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی، وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے لیکن ان کی ہدایت اور راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔ (بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد 3 نمبر 10، 1908ء صفحہ نمبر 383)

غرض آپ کی نیکی، تقویٰ اور اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور عشق کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو آگے بڑھانے کا کام سونپا۔

خلعت ماموریت سے سرفرازی

1882ء اوائل کا واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بیت اقصیٰ میں کشفاً دکھایا گیا کہ ’’ایک باغ لگایا جا رہا ہے۔ اور میں اس کا مالی مقرر ہوا ہوں۔‘‘ (حیات النبی جلد اوّل نمبر دوم صفحہ 192)

یہ دراصل ماموریت کی پہلی بشارت تھی۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ آپ کو گلشن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باغبانی کا فریضہ سپرد ہونے والا ہے۔ اس کشف کے ایک عرصہ بعد جب کہ آپ ’’براہین احمدیہ‘‘ (حصہ سوم) کا حاشیہ تحریر فرما رہے تھے۔ آپ پر یکایک ربودگی کا عالم طاری ہوا۔ اور حالتِ کشف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ اور آپ کو شرف معانقہ بخشا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ حضور انور کے مقدس چہرے سے نور کی کرنیں نکل نکل کر آپ کے اندر داخل ہو رہی ہیں۔ آپ یہ نور ظاہری روشنی کی طرح مشاہدہ کر رہے تھے۔ اور پورے یقین کے ساتھ سمجھتے تھے کہ آپ صرف باطنی آنکھوں ہی سے نہیں بلکہ ظاہری نظر سے بھی اس نظارہ سے محظوظ ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقے کے بعد آپ کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہوگیا کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے الگ ہوئے ہیں یا تشریف لے گئے ہیں۔ زیارتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان تجلّی کے بعد جو 1882 عیسوی کے آغاز میں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الہام الٰہی کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا پہلا اور تاریخی الہام نازل کیا گیا جو کم وبیش ستّر فقرات پر مشتمل تھا اور جس کے ابتدائی کلمات یہ تھے۔

یَا اَحۡمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیۡکَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّا اُنۡذِرَ اٰبَآؤُھُمۡ وَلِتَسۡتَبِیۡنَ سَبِیۡلُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ قُلۡ اِنِّیۡ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَھَقَ الۡبَاطِلُ۔ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَھُوۡقًا۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنۡ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔ (براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265 حاشیہ درحاشیہ)

ترجمہ: اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تُو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ اور تا کہ مجرموں کی راہ کُھل جائے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔

23 مارچ 1889ء بیعت اولیٰ

اگرچہ مخلصین کے قلوب میں برسوں سے یہ تحریک جاری تھی کہ حضرت اقدس بیعت لیں مگر حضرت اقدس ہمیشہ یہی جواب دیتے تھے کہ لَسۡتُ بِمَاۡمُوۡرٍ (یعنی میں مامور نہیں ہوں) چنانچہ ایک دفعہ آپؑ نے میر عباس علی صاحب کی معرفت مولوی عبدالقادر صاحب کو صاف صاف لکھا کہ ’’اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے اور...... چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں۔ اس لئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا۔ مولوی صاحب اخوت دین کے بڑھانے میں کوشش کریں۔ اور اخلاص اور محبت کے چشمہ صافی سے اس پودا کی پرورش میں مصروف رہیں تو یہی طریق انشاء اللہ بہت مفید ہوگا‘‘۔ (حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 12-13)

آخر چھ سات برس بعد 1888ء کی پہلی سہ ماہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ آپ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے بیعت کا اعلان عام فرما دیا۔ جو یہ ہے۔

تبلیغ

’’مَیں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولےٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں۔ انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ مَیں ان کا غمخوار رہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خُدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا۔ بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان طیار ہوں گے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج مَیں نے پہنچا دیا ہے اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے:

اِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ وَاصۡنَعِ الۡفُلۡکَ بِاَعۡیُنِنَا وَوَحۡیِنَا۔ اَلَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدٰی
المبلغ خاکسار
غلام احمد عفی عنہ

یکم دسمبر 1888ء مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر‘‘
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 158)

ترجمہ عربی عبارت۔ ’’یعنی جب تو عزم کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے تحت (نظام جماعت کی) کشتی تیار کر جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا۔‘‘

اس اعلان کے ساتھ جو بیعت سے متعلق پہلا اعلان تھا۔ حضور نے بیعت کے لئے معین رنگ میں کوئی خاص شرائط نہیں تحریر کئے تھے۔ مگر ادھر حضرت مصلح موعودؓ 12 جنوری 1889ء کو دس گیارہ بجے شب پیدا ہوئے۔ ادھر آپ نے 12/جنوری 1889ء ’’تکمیل تبلیغ‘‘ کا اشتہار تحریر فرمایا اور اس میں بیعت کی وہ دس شرطیں تحریر فرمائیں جو جماعت میں داخلہ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس طرح جماعت احمدیہ اور پسر موعود کی پیدائش توام ہوئی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 335-336)

لدھیانہ میں ورود

اس اشتہار کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید میں فروکش ہوئے۔ یہاں سے آپ نے 4 مارچ 1889ء کو ایک اور اشتہار میں بیعت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا۔

''یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اوران کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو ....

اسی اشتہار میں آپ نے ہدایت فرمائی کہ بیعت کرنے والے اصحاب 20 / مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ 337-338)

23 مارچ 1889ء کو محلّہ جدید میں بیعت اولیٰ کا آغاز

حضرت اقدس کے اشتہار پر جموں، خوست، بھیرہ، سیالکوٹ، گورداسپور، گوجرانوالہ، جالندھر، پٹیالہ، مالیرکوٹلہ، انبالہ، کپورتھلہ اور میرٹھ وغیرہ اضلاع سے متعدد مخلصین لدھیانہ پہنچ گئے۔ بیعت اولیٰ کا آغاز لدھیانہ میں حضرت منشی عبداللہ سنوریؓ صاحب کی روایات کے مطابق 20 رجب 1306ھ مطابق 23 مارچ 1889ء کو حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید میں ہوا۔ وہیں بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لئے ایک رجسٹر تیار ہوا۔ جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا۔ ''بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت'' رجسٹر میں ایک نقشہ تھا۔ جس میں نام، ولدیت اور سکونت درج کی جاتی تھی۔

حضرت اقدسؑ بیعت لینے کے لئے مکان کی ایک کچی کوٹھڑی میں (جو بعد کو دارالبیعت کے مقدس نام سے موسوم ہوئی) بیٹھ گئے اور دروازے پر حافظ حامد علیؓ صاحب کو مقرر کر دیا اور انہیں ہدایت دی کہ جسے مَیں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتے جاؤ۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ حضرت اقدسؑ نے مولانا کا ہاتھ کلائی پر سے زور کے ساتھ پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی.... اس طرح پہلے دن باری باری چالیس افراد نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

(تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ 339-341)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: فَاعْلَمُوا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَرْسَلَنِی لِاِصْلَاحِ ھٰذا الزَّمَانَ وَاَعطَانِی عِلمَ کِتَابِہِ القُرآن۔ وَجَعَلَنِی مُجَدِّداً لِاُحْکِمَ بَینَکُم فِیمَا کُنتُم فِیہِ مُختَلِفِینَ فَلِمَ لَا تُطِیْعُوْنَ حَکَمَکُمْ۔

(سرّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد8 صفحہ 422)

ترجمہ۔ ''پس جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور اس نے مجھے اپنی کتاب قرآن کا علم بخشا ہے۔ اور مجھے مجدد بنایا ہے تاکہ میں تمہارے جھگڑوں کا فیصلہ کروں۔ پس تم اپنے حَکَم کی اطاعت کیوں نہیں کرتے۔''

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''میں درحقیقت وہی مسیح موعود ہوں۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے۔ اور جس کو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حَکَم اور عدل اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد13 صفحہ 328)

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے؟ جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ **امام الزمان مَیں ہوں** اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں۔ اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ جس میں سے پندرہ برس گزر بھی گئے۔ اور ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں۔ کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیحؑ کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے۔ اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل تھا۔ اور کوئی موت کا۔ اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا۔ اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا۔ اور کوئی مکہ میں۔ اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں۔ اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اُتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے۔ سو وہ حَکَم میں ہوں..... اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حکم مقرر فرمایا ہے۔''

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد13 صفحہ 495-496)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائے واحد و یگانہ کے حکم سے 23 مارچ 1889ء کو مخلصین کی بیعت لی۔ اور جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اور سیدنا حضرت اقدس محمد عربی شاہِ دو جہاں مکّی و مدنی سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حَکَم و عدل والی پیشگوئی کی صداقت ثابت کی۔ اس جماعت کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

''یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا۔ اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا۔ اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔'' (انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد11 صفحہ 64)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں: ''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو۔ جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا۔ اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہوجائے گا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔ اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 309)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کے منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ایک دن پورا ہوگا۔''

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 409-410)

حضورؑ خدائے ذوالمجد والعطاء کی اس عطا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اِسی بناء پر مَیں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔''

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 411-412)

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ زبحر کمال محمدؐ است

یہ جاری چشمہ جو میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔

اغیار کے تاثرات

خدائے واحد و یگانہ کی طرف سے آنے والا سیدنا حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق اپنے مفوضّہ امور کامیابی و کامرانی کے ساتھ ادا کرتے ہوئے 26 مئی 1908ء کو اپنے مولیٰ کریم کے دربار میں حاضر ہوگیا۔ آپؑ نے دنیائے اسلام میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ اور خدائے ذوالجلال ربِّ کعبہ کی عظمت اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اسلام کی عظمت کا ڈنکا بجاتے ہوئے دنیائے مذاہب میں ایک تہلکا مچائے رکھا۔

اس سلسلہ میں آپؑ کی وفات کے بعد اغیار کے تاثرات پیش کرتا ہوں۔

ہم نے احمد کی اطاعت میں خدا دیکھ لیا

(کلام حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ آف ہوتی، مردان)

ہم نے احمد کی اطاعت میں خدا دیکھ لیا
وحی و الہام کا بھی لطف و مزا دیکھ لیا

منتظر جس کے چلے آتے تھے صدیوں سے لوگ
شکر صد شکر کہ وہ مہ لقا دیکھ لیا

تیرھویں رات جو گزری تو ہوا بدر طلوع
چودھویں رات کو پُر نور و ضیا دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے کہ عیسیٰؑ ہے فلک پر زندہ
ہم نے کشمیر میں خود دفن ہوا دیکھ لیا

آ گیا احمدِ موعود مسیحا بن کر
ہم نے خود آنکھ سے وہ مردِ خدا دیکھ لیا

سارے نبیوں کو جو دنیا میں کبھی گزرے تھے
ہم نے پیراہنِ احمد میں چھپا دیکھ لیا

جملہ نبیوں کا جو مظہر تھا وہ ''موعود نبی''
بزمِ اصحاب میں خود جلوہ کناں دیکھ لیا

وہ محمدؐ جسے سب مانتے ہیں فخرِ رسل
ہم نے آئینۂ احمدؑ میں کھلا دیکھ لیا

کون کہتا ہے کہ احمدؑ ہے محمدؐ سے الگ
ہم نے احمدؑ کو محمدؐ میں فنا دیکھ لیا

اُس نے احمد جری اللہ کو نہیں پہچانا
جس نے احمدؑ کو محمدؐ سے جدا دیکھ لیا

ہم تھے بیمار ، ہمیں مل گئی عیسیٰ سے شفا
قادیاں دیکھ لیا ، دارِ شفا دیکھ لیا

(مرسلہ: طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

1۔ مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی ۔جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔......مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لئے اسے امتدادِ زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے ۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے ۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں ۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں......۔

ان کی خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ۔ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا۔ آئندہ بھی جاری رہے۔'' (اخبار ''وکیل'' امرتسر۔ یارانِ کہن صفحہ 42، اخبار ملت لاہور 7 جنوری 1911ء)

2 - ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ'' علی گڑھ

نے لکھا کہ: ''مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے۔ 1874ء سے 1876ء تک شمشیر قلم عیسائیوں، آریوں اور برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا۔ آپ نے 1880ء میں تصنیف کا کام شروع کیا ۔آپ کی پہلی کتاب اسلام کے ڈیفنس میں تھی جس کے جواب کے لئے آپ نے دس ہزار روپیہ انعام رکھا تھا......آپ نے اپنی تصنیف کردہ اَسّی (80) کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں ۔ جس میں سے بیس (20) عربی زبان میں ہیں.....بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔''

(بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد 3 نمبر 8 صفحہ 332۔ 1908ء)

3 - پروفیسر سیّد عبدالقادر ایم اے:

''حضرت مرزا غلام احمد......نے مذہبی دنیا میں نہایت عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا......ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب آئے جب کہ مسمانوں کی مذہبی حالت نہایت بُری ہو چکی تھی، ایسی حالت میں حضرت مرزا صاحبنے مسلمانوں کو اُبھارا اور مذہب کی طرف لوٹنے کی ترغیب دی۔ اس مقصد میں انہیں کس قدر کامیابی ہوئی۔ اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔''

(بحوالہ الفضل 8 مارچ 19 91 صفحہ 3)

4- علامہ نیاز فتح پوری

''مَیں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں تھے۔ وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے ۔اور یقیناً انہوں نے یہ دعویٰ ایسے زمانہ میں کیا جب قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت تھی۔'' (رسالہ نگار لکھنؤ اگست 1959ء صفحہ 4)

''وہ صحیح معنی میں عاشق رسول تھے اور اسلام کا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے۔''

(نگار بابت جولائی صفحہ 9، دسمبر 1960ء صفحہ 21۔22)

5۔ چودھری افضل حق مفکر احرار

''آریہ سماج کے وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی......مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ۔ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ اک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا.....اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔''

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صفحہ 24)

6- ''بنگالی'' کلکتہ

نے لکھا کہ ''مرزا صاحب مذہب اسلام کے مجدد تھے۔'' (بحوالہ تشحیذ الاذہان صفحہ 383 جلد نمبر 3 نمبر 10، 1908ء)

7- محمد شریف صاحب بنگلوری

نامور صحافی جناب مولانا محمد شریف صاحب بنگلوری ایڈیٹر منشور محمدی نے آپ کے متعلق یہ کلمات لکھے۔

''افضل العلماء فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب۔''

(منشور محمدی صفحہ 214 بنگلور 25 رجب 1300ھ)

خالق ارض و سماء سے عاجزانہ دعا ہے کہ مولا کریم سیّدنا حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے مقام کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر کما حقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر سیادت جماعت احمدیہ شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتی چلی جائے۔ آمین

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

وہ اطراف میں طوفانی رنگ میں جوش زن ہے۔ پس کس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہر مصیبت او ر مشکل کے وقت انسان کا دستگیر ہوتا ہے اِس وقت اُسے ہر بلا سے نجات دے۔ چنانچہ اس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 17۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں کو، ان بندوں کو جن کو وہ نجات دینا چاہتا ہے، شیطان سے نجات دلوانے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ انصار کی ایک پختہ عمر ہوتی ہے تو ہمیں خود ہی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہر قسم کی برائیوں سے بچ کر ہم سلسلہ کے قیام کی غرض کو پورا کرنے والے ہیں؟

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔ ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے۔ اگر اس جیسے ہزاروں اور بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہی۔ (اگر ایک شخص کے بہت سارے محبوب ہوں تو خصوصیت تو کوئی نہ رہی۔ فرمایا) تو پھر اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں۔'' جیسا کہ مسلمان عام طور پر یہ دعویٰ کرتے ہیں ''تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں خانقا ہوں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں''۔ (عام مسلمانوں میں دیکھ لیں یہی طریقہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ) ''مدینہ طیبّہ تو جاتے نہیں مگر اجمیر اور دوسری خانقاہوں پر ننگے سر اور ننگے پاؤں جاتے ہیں۔ پاک پٹن کی کھڑکی میں سے گذر جانا ہی نجات کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔ کسی نے کوئی جھنڈا کھڑا کر رکھا ہے۔ کسی نے کوئی اور صورت اختیار کر رکھی ہے۔ ان لوگوں کے عرسوں اور میلوں کو دیکھ کر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کہ یہ انہوں نے کیا بنا رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو اسلام کی غیرت نہ ہوتی اور اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ (آل عمران: 20) خدا کا کلام نہ ہوتا اور اس نے نہ فرمایا ہوتا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) تو بیشک آج وہ حالت اسلام کی ہو گئی تھی کہ اس کے مٹنے میں کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور اس کی رحمت اور وعدۂ حفاظت نے تقاضا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کو پھر نازل کرے اور اس زمانہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوّت کو نئے سرے سے زندہ کر کے دکھا دے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور مجھے مامُور اور مَہدی بنا کر بھیجا۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 65۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ان اغراض میں سے ایک بہت بڑی غرض ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور یہ سلسلہ قائم ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و عزت کا قیام تبھی ہو گا جب ہم اپنی حالتوں کو حقیقی رنگ میں اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ عبادتوں کے معیار ہیں۔ دوسروں کے حقوق ہیں۔ ان باتوں کا مختلف اوقات میں ذکر کرتا رہتا ہوں۔ یاددہانیاں بھی آپ کو کروائی جاتی ہیں۔ ان کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ پس پہلا کام تو ہمارا یہ ہے کہ ان باتوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا کر دنیا کو دکھائیں۔ اور یہی چیز ہے جو دنیا کو بتائے گی کہ اس نبی کے نمونے پر چلنے کی جو ہم بھرپور کوشش کرتے ہیں اور خاص لگن اور شوق سے کوشش کرتے ہیں یہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا ثبوت ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو قریب تھا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ دین کا نام و نشان مٹ جاتا مگر چونکہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) یہ وعدۂ حفاظت چاہتا تھا کہ جب غارتگری کا موقعہ ہو تو وہ خبر لے۔ چوکیدار کا کام ہے کہ وہ نقب دینے والوں کو پوچھتے ہیں۔ اور دوسرے جرائم والوں کو دیکھ کر اپنے منصبی فرائض عمل میں لاتے ہیں۔ اسی طرح آج چونکہ فتن جمع ہو گئے تھے اور اسلام کے قلعہ پر ہر قسم کے مخالف ہتھیار باندھ کر حملہ کرنے کو تیار ہو گئے تھے اس لیے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ منہاجِ نبوّت قائم کرے۔ یہ مواد اسلام کی مخالفت کے دراصل ایک عرصہ دراز سے پک رہے تھے اور آخر اب پھوٹ نکلے۔ جیسے ابتدا میں نطفہ ہوتا ہے اور پھر ایک عرصہ مقررہ کے بعد بچہ بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح پر اسلام کی مخالفت کے بچہ کا خروج ہو چکا ہے اور اب وہ بالغ ہو کر پورے جوش اور قوت میں ہے۔ اس لیے اس کو تباہ کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک حربہ نازل کیا اور اس مکروہ شرک کو جو اندرونی اور بیرونی طور پر پیدا ہو گیا تھا، دُور کرنے کے لیے اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور جلال قائم کرنے کے واسطے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اور مَیں بڑے دعوے اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ بے شک یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کو قائم کیا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنی تائیدوں اور نصرتوں سے جو اس سلسلہ کے لیے اس نے ظاہر کی ہیں دکھا دیا ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 93-92۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس بیشک اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے قائم کردہ اس سلسلے کے ساتھ ہیں اور سلسلہ کی ہر روز جو ترقی ہو رہی ہے اس پر گواہ ہیں۔ لیکن ہمیں بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور جلال کے لئے اور اسلام کی تعلیم کے پھیلانے کے لئے ہمارا کیا کردار ہے؟

اس بارے میں فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی سچی محبت قائم کی جاوے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اِخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے۔ جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کی بابت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے''۔ (کہتے ہیں جی ہمارے دل میں ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) لیکن بعض اشیاء بعض سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک درخت کے نیچے پھل ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ہوں گے۔ لیکن اگر نیچے کچھ بھی نہیں تو اوپر کی بابت کب یقین ہو سکتا ہے؟ اسی طرح پر بنی نوع انسان اور اپنے اِخوان کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت ہو''۔ یہ خاص سمجھنے والی بات ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور یگانگت کا تعلق جس طرح خدا نے فرمایا ہے اس طرح ہو تو فرمایا تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا کے ساتھ بھی محبت ہے۔ ورنہ یہ تو پتا نہیں کہ اللہ کے ساتھ محبت ہے کہ نہیں۔ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت سے ہی ملتا ہے۔ یہ بھی اس کا ایک ذریعہ ہے۔ فرماتے ہیں: ''پس بنی نوع کے حقوق کی نگہداشت اور اِخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی ضرور ہے۔ دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں۔'' بعض لوگوں کو جو بڑے ہو جاتے ہیں اور بڑی عمر کے انصار ہیں، انصار اللہ کی عمر میں داخل ہوتے ہی یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اب ہم ایسی عمر میں جا رہے ہیں جہاں ہماری عمریں گھٹتی جا رہی ہیں۔ فرمایا: ''دیکھو دنیا چندروزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں۔ قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی؟ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکّی بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ٹلنے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اُس کے لئے تیار رہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران: 103) ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے، بات نہیں بنتی۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 96-95۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ پس عمر کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ ان ہر دو قسم کے حقوق کی ادائیگی کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

پھر جماعت کو مزید نصیحت فرماتے ہوئے کہ ہمیں کیسا ہونا چاہئے؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

''جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی

تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آ جاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں۔ فیج اعوج (یعنی ٹیڑھی فوج) کے دشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں۔ ایک قرون ثلاثہ۔ اس کے بعد فیج اعوج کا زمانہ جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَ لَسْتُ مِنْھُمْ۔ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ مَیں ان میں سے ہوں اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے مُلحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ فیج اَعوج کا ذکر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی فرماتے تو یہی قرآن شریف ہمارے ہاتھ میں ہے اور آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة: 4) صاف ظاہر کرتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہے جو صحابہ کے مشرب کے خلاف ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت سی مشکلات اور مصائب کا نشانہ رہا ہے۔ معدودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت سے فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں۔'' اسلام کی بدنامی کا ایک دَور اب آ رہا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو لوگ چھوڑے بیٹھے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمان علماء کی وہ جھوٹی تعلیمیں اور تفسیریں ہیں جن کے پیچھے چل کے وہ زمانے کے امام کو نہیں مان رہے اور چھوڑ رہے ہیں۔ گو دُور ہٹنے کا طریق بدل گیا لیکن اب بھی اسلام سے دُور ہٹایا جا رہا ہے۔ جو قریب ہو رہے ہیں وہ بھی اصل میں اسلام کی تعلیم سے دور ہو رہے ہیں۔

فرماتے ہیں: ''ہم کو اس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گزرے ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراط مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دُور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا اور اس کا نام فیج اَعوج رکھ دیا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اَور گروہِ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ کا گروہ کہلائے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ (کھیتی کی طرح) ہو گی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دُور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔'' لوگ جماعت کی ترقی کے بارے میں باتیں کہتے ہیں۔ تو سب سے زیادہ بڑی ذمہ داری تو جماعت کے اس حصے کی ہے جو انصار اللہ کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں، جو بلوغت کے اعلیٰ معیاروں کو پہنچے ہوئے ہیں جن کی سوچیں بھی بالغ ہو چکی ہیں۔ فرمایا کہ:

''جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوق اِخوان میں خاص رنگ ہو۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 95-94۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ خصوصیات ہیں جو ہمیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر قرآن کریم کے احسانات اور ہماری ذمہ داریوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''پس یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو اُن کی تعلیموں کو جو قصّہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصّوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جبتک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ۔ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ (الطارق: 14-15)۔ وہ میزان، مہیمن، نور اور شفا اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصّہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے''۔ فرمایا کہ ''ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لیے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصّے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے۔ اس لیے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔ غرض مَیں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کے لیے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو۔ جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا ہے۔ اس لیے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر قصّہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 155۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہماری رپورٹس میں ذکر ہوتا ہے اور صدر صاحب بھی ذکر کرتے ہیں کہ یہ کوشش ہو رہی ہے اور وہ کوشش ہو رہی ہے اتنا ہمارا ٹارگٹ ہے۔ اتنے لوگ قرآن شریف باقاعدہ پڑھتے ہیں لیکن یہ ٹارگٹ کوئی ٹارگٹ نہیں جب تک ہم انصار میں سے کم از کم سو فیصد انصار باقاعدہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، اسے سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے نہ بن جائیں۔ یہ انصار کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور یہی نمونے ہیں جو پھر بچوں کی تربیت پر بھی اثر انداز ہوں گے اور یہ قائم کر کے آپ ان پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

ایک جگہ آپ یہ فرماتے ہوئے کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

''انہوں نے بڑے بڑے منصوبے کئے۔ خون تک کے مقدمے بنوائے'' (حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر) ''مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ ضائع نہیں ہو سکتیں۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اس کو نیست و نابود کر چکے ہوتے۔ انسانی منصوبوں کے سامنے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جس قدر تم اپنی قوت یقین کو بڑھاؤ گے اسی قدر دل روشن ہوگا۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 257۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور قوت یقین اسی وقت بڑھتی ہے جب عملی طور پر دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ پس ہم دیکھتے ہیں جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا اللہ تعالیٰ کی تائیدات تو دنیا کو احمدیت سے متعارف کرانے کے لئے بہت بڑا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ہماری کوششیں اس میں کوئی نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کے دل کھول رہا ہے۔ کس طرح لوگوں کے رخ پھیر رہا ہے۔ انہیں ایمان اور یقین میں کس طرح بڑھا رہا ہے۔ اس کے بعض واقعات مَیں پیش کروں گا لیکن اس سے پہلے پھر ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جو جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ فرمایا کہ:

''قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر (البقرة: 21) ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نمازوں کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔...... نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 257-258۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں یہ تمام باتیں اپنے سامنے رکھنی چاہئیں کہ ہم اپنی بیعت کا بھی حق ادا کر سکیں اور اپنی تنظیم کے نام کی لاج بھی رکھ سکیں ورنہ جیسا کہ میں نے کہا سلسلے کی ترقی کے وعدے ہیں اور یہ پورے ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔ کوئی انسانی ہاتھ اس ترقی میں روک نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اگر ہم اس کے دین کی اشاعت کے لئے معمولی کوشش کریں تو وہ ہمیں نوازتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمام مخالفت کے باوجود یہ ترقی ہوتی ہے اور ہو گی کیونکہ یہ انسانی سلسلہ نہیں ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا یہ ترقی ہو رہی ہے۔ اور کس طرح ہو رہی ہے؟ اس کے واقعات جیسا کہ مَیں نے کہا بیان کرتا ہوں۔

کانگو کے جلسہ سالانہ میں ایک نوجوان آیا۔ اس نے کہا کہ میں پچھلے پانچ سال سے جماعت پر تحقیق کر رہا تھا۔ میں خاموشی سے جماعت کے پروگراموں میں شرکت کرتا رہا اور کسی پر کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن جماعت کی سرگرمیوں اور تعلیمات کا مشاہدہ کرتا رہا اور جائزہ لیتا رہا۔ جب تسلی ہو گئی تو ابھی اسی سال مَیں نے بیعت کر لی ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سچائی پر قائم ہے۔ اب یہ کس نے اس نوجوان کے دل میں ڈالا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کام کر رہی ہے اور یہ ایک دو واقعات نہیں ہیں بیشمار ایسے واقعات ہیں۔

یوکے کا جو جلسہ سالانہ ہوا اس (کے بارہ) میں بھی یہاں کی ایک انگریز خاتون ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ بڑے عرصے سے تحقیق کر رہی تھی لیکن یہاں جلسے کا ماحول دیکھ کے توجہ پیدا ہوئی اور بیعت کر لی۔

پھر غانا سے ہمارے یوسف ایڈوسئی صاحب ہیں جو نیشنل سیکرٹری تبلیغ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تائیدات فرماتا ہے اور پھر لوگوں کے دلوں کو احمدیت کی طرف پھیرتا ہے اور احمدیت کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔ کہتے ہیں لمبونا کے مقام پر ہمارے ایک داعی الی اللہ، عبداللہ صاحب سے دوران تبلیغ بارش کے لئے دعا کرنے کے لئے کہا گیا۔ جس پر انہوں نے اعلان کیا کہ کیونکہ وہ امام مہدی کے پیغام کو پہنچانے کے لئے تبلیغ کر رہے ہیں اس لئے ان کی دعا قبول ہو گی۔ یہ یقین بھی دور دراز علاقوں کے ان لوگوں میں پیدا ہو چکا ہے جو احمدی ہوئے اور انہوں نے صحیح رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھا۔ بہرحال کہتے ہیں انہوں نے دعا کی اور کہا کہ اب ضرور بارش ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی رات ایک بجے اس علاقے میں موسلا دھار بارش ہوئی اور قبولیت دعا کے اس نشان کو دیکھتے ہوئے اس علاقے سے ایک بڑی تعداد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ تو یہ تھوڑے تھوڑے اور چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جب تبلیغ کرنے والوں کے دلوں میں بھی یقین پیدا کر دیتا ہے اور ان کے عمل بھی ایسے ہوں تو پھر اس کے نتائج بھی بے انتہا عظیم نکلتے ہیں۔

پھر یورپ میں آئے ہوئے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح احمدیت کی سچائی کا بتایا۔ ہمارے کوسووو کے ایک مبلغ صمد صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مخلص نوجوان فالتون صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ فالتون مصطفیٰ نام ہے۔ مصطفیٰ صاحب چند مہینوں سے زیر تبلیغ تھے۔ کیمسٹری اور بیالوجی میں گریجویشن کر رہے تھے۔ ایک تبلیغی نشست کے دوران انہوں نے اپنا ایک روحانی تجربہ سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک رات وہ ہر روز کی طرح اپنے موبائل میں صبح جلدی اٹھنے کے لئے الارم لگا کر سو گئے۔ صبح جب الارم بجا تو موصوف نے الارم بند کر کے اٹھنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک ان کے کانوں میں ایک آواز سنائی دی کہ احمدیت سے دُور مت ہونا۔ یہ سنتے ہی فوراً اٹھ بیٹھے اور اس پیغام نے ان کے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ اسی ہفتے بروز جمعہ باقاعدہ بیعت فارم پُر کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہو گئے۔

تو یہ نمونے اللہ تعالیٰ یہ بتانے کے لئے دکھاتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہر ایک کے دل کو اس طرف مائل کر سکتا ہے۔ یہ تمہارا کوئی کمال نہیں ہے کہ تم تبلیغ کرو تو پھر ہی احمدیت پھیلے گی۔ جو دین نشانات کے ذریعہ سے پھیلتا ہے وہ بہت تیزی سے پھیلتا ہے۔ پس ایک تو جہاں ہمیں اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں غیر معمولی نشانات بھی دکھائے۔

یوسف عثمان کمبالایا صاحب جو سونگیا تنزانیہ کے ریجنل مبلغ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سونگیا ریجن میں ایک جماعت ہے وہاں تین لوگ خاکسار کے زیر تبلیغ تھے اور ان کے ساتھ کسی نہ کسی موضوع پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن وہ مشن ہاؤس آئے اور دوران گفتگو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی اور کہا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کی تصویر نہیں ہو سکتی۔ یقیناً یہ ایک سچا نبی ہے۔ انہوں نے اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد خدا تعالیٰ نے ان کو ایمان میں بڑھایا حتی کہ اب وہ جماعت احمدیہ کے پیغام کو آگے پھیلا رہے ہیں اور تبلیغ کر رہے ہیں۔

غیر از جماعت علماء کی کوششیں ہر جگہ ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی اپنا کام کر رہی ہے اور کوششیں ناکام و نامراد ہو رہی ہیں۔

اصغر علی بھٹی صاحب ہمارے نائیجر کے مبلغ ہیں، کہتے ہیں کہ دسمبر 2013ء کے شروع میں ہم نے ایک گاؤں سواسامعا (Sawa Samea) میں تبلیغ کی اور اس کے بعد وہاں سے آٹھ افراد پر مشتمل ایک وفد کو مشن ہاؤس بلا کر مزید دو دن جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا۔ اسی دوران جلسہ سالانہ نائیجر آ گیا۔ اس میں بھی ان کو شمولیت کی دعوت دی۔ جب اس گاؤں کا وفد اپنے امام کے ساتھ جلسہ میں شمولیت کے لئے کیپیٹل نیامی پہنچا جو اُن کا شہر ہے تو اسی گاؤں کی ایک فیملی جو پڑھ لکھ جانے اور جاب ملنے کی وجہ سے نیامی میں رہتی ہے اور وہابی بن چکی ہے ان کو پتا چل گیا۔ وہ رات کو آ کر اس وفد کو اپنے گھر دعوت کے

بہانے لے گئے جہاں انہوں نے اپنے بڑے امام صاحب کو بلوایا ہوا تھا۔ یہاں اس امام نے پورا زور لگا کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ احمدی تو کافر ہیں اور آپ کہاں پھنس گئے ہیں۔ فوراً توبہ کریں اور وہابی بن جائیں۔ ہم آپ کو مسجد بھی دلائیں گے۔ امام صاحب نے واپس مارادی مشن ہاؤس آ کر اس ملاقات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے وہابیوں کے امام صاحب کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ کی اس مخالفانہ تقریر کے بعد جماعت کی سچائی کے بارے میں پہلے اگر مجھے کوئی شک تھا تو وہ بھی آج دُور ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب سے یہاں آیا ہوں آپ کو گالی دیتے سنا ہے اور مَیں جب تک وہاں جلسہ گاہ میں رہا احمدیوں کو قرآن سناتے سنا اور میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا کے مسلمان احمدی ہو جائیں یا کم ازکم احمدیوں جیسے ہو جائیں تو دنیا میں فوری امن آ جائے گا۔ وہابی مولوی صاحب نے فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگے کہ اچھا اگر احمدیت نہیں چھوڑنی تو نہ چھوڑو لیکن گاؤں والوں کو میرا یہ پیغام تو پہنچا دو۔ وہ کہتے ہیں واپس گاؤں جا کر مَیں نے حسب وعدہ وہابی مولوی کا پیغام پہنچا دیا کہ ٹھیک ہے پہنچا دیتا ہوں۔ گاؤں والوں کو یہ پیغام دیا تو ان سب کا یہ جواب تھا کہ ہمیں صرف احمدیت چاہئے۔ سبھی نے اس مخالفانہ پیغام کو ردّ کر دیا۔ اب یہ گاؤں پورے کا پورا احمدیت قبول کر چکا ہے اور باقاعدہ جماعت قائم ہو چکی ہے۔

اب یہاں سے ایک دوسرے ملک چلتے ہیں۔ یورپ کے بھی اور افریقہ کے بھی مختلف ملکوں کے واقعات میں نے آپ کو بیان کئے ہیں۔

افریقہ کا ایک ملک ہے گیمبیا۔ یہاں کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری تبلیغی ٹیم نے نیامینا ایسٹ (Niamina East) ڈسٹرکٹ کے گاؤں مَامُت فانا (Mamut Fana) کا کئی بار دورہ کیا اور گاؤں کے 150 گھروں میں سے 96 گھروں نے احمدیت قبول کر لی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار ہے۔ یہ گاؤں اور اردگرد کا علاقہ تیجانی فرقے کا گڑھ ہے۔ لوگوں کے احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے مخالفین بے چین ہو گئے اور غیر احمدیوں کے بعض سرکردہ افراد اور گیمبیا میں ایک اسلامی تنظیم کے افراد اور بعض علماء جو سینیگال سے بلائے گئے تھے ان سب نے مذکورہ گاؤں کا دورہ کیا اور گاؤں الکالی اور بعض اہم افراد سے ملے تا کہ احمدیت کی تبلیغ کو روکا جائے اور جو احمدی ہو گئے ہیں انہیں واپس لایا جا سکے۔ یہ گروپ مذکورہ گاؤں کے علاوہ اردگرد کے دیہات میں بھی اور بالخصوص نومبائعین کے پاس گیا جنہوں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس وفد نے پہلے اپنا تعارف کروایا اور پھر کہا کہ وہ یہ بتانے کے لئے آئے ہیں کہ احمدی کافر ہیں۔ اس لئے کوئی بھی ان کے پیچھے نہ چلے۔ ان پر پاکستان میں پابندیاں لگی ہوئی ہیں۔ یہ کسی قسم کی کوئی اسلامی سرگرمی نہیں کر سکتے اور ان کے لیڈر پر پاکستان جانے پر بھی پابندی ہے اور اب وہ انگلینڈ میں ہے اور احمدی بالکل عیسائیوں کی طرح ہیں اس لئے گاؤں والوں کو انہیں قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اس پر نومبائعین نے جواب دیا کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم احمدی مسلمان ہیں اور اگر انہیں قتل بھی کر دیا جائے تو وہ احمدی ہی رہیں گے۔ پھر کہا کہ احمدی مسلمان جو اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں وہی دراصل سچا اسلام ہے اور زمانے کے امام کو شناخت کرنا ہی اصل نیکی اور سعادتمندی ہے۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ فروری 2014ء تا جون 2014ء مذکورہ دو گاؤں میں دو ہزار سے زیادہ نومبائعین ہیں۔ سب احمدی ہیں۔ سعودی عرب کے تربیت یافتہ علماء فسادات کی جڑ ہیں اور احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ یہ لوگ اپنے ناپاک عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

تو یہ وہ نومبائعین ہیں جن کی ابھی احمدیت اتنی پرانی بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اتنا مضبوط کر دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں ایسے نشان دکھائے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ پس اگر اللہ چاہے تو تمام دنیا کے دل پھیر سکتا ہے لیکن اس نے ہمارے ذمّہ یہ کام لگایا ہے کہ تم بھی اپنی حالتوں کو بدلو۔ اپنے عملوں کو بدلو۔ اپنی تبلیغ کے ساتھ اپنے نمونوں کو اس طرح بناؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اُسوہ قائم فرمایا ہے تا کہ تمہاری کوششوں کو پھل بھی لگیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی تم جزا پانے والے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”یقیناً یاد رکھو۔ یہ سلسلہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو دنیا میں نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی توحید قائم نہ رہتی یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدوں کے ساتھ نصرانیت کو مدد دیتے ہیں اور ان کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لئے میدان خالی کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا۔ یہ ضرور بڑھے گا اور پھولے گا اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے۔ جب ہمیں خدا کے زندہ اور مبارک وعدے ہر روز ملتے ہیں اور وہ تسلی دیتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری دعوت زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پھر ہم کسی کی تحقیر اور گالی گلوچ پر کیوں مضطرب ہوں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 284۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ تو الٰہی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم نے غالب آنا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے آخری دین کو جو کامل اور مکمل دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے بے یار و مددگار چھوڑ دے یا اس کو ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں دے دے جو اس کی اصل تعلیم کو بھلا کر اس کا سب کچھ بگاڑنے والے ہوں۔ اس میں بدعات اور خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ سے غلبہ کے سامان فرمائے ہیں۔ پس یہ ہماری ذمہ داری ہے، خاص طور پر انصار اللہ کی، کہ اپنی حالتوں کو دین اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھال کر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے توحید کے قیام کے لئے اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کریں اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کی حکومت اپنے دلوں پر قائم کریں۔ اور یہ نمونے پھر اپنی نسلوں کے لئے پیش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے حقیقی انصار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(دعا)

”سلام“ بحضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مبارک مونگیری)

سلام اے عیسیٰ دوراں سلام اے فضلِ رحمانی
سلام اے مہدیٔ اعظم سلام اے شانِ ربانی

جریُ اللہ بن کر حُلّہ ہائے انبیاء لے کر
سلام اُس پر جو آیا تھا بروزی مرتبہ لے کر

فضائے مادّیت میں وہ وجودِ کبریا پایا
سلام اُس پر کہ زار روس کا جس نے عصا پایا

نبوّت کی سند لے کر غلامی کا مقام آیا
سلام اُس پر کہ جس پر مصطفیٰؐ کا خود سلام آیا

وہ گوشہ گیر گمنامی محمدؐ کا وہ دیوانہ
سلام اُس پر ملا جس کو مسیحائی کا پروانہ

فقط آقاؐ کی خاطر جو سرِ میداں نکل آیا!
سلام اُس پر پلٹ دی جس نے بڑھ کر دین کی کایا

پرخچے زعمِ باطل کے اڑا کر رکھ دیئے جس نے
سلام اُس پر کہ قصر کفر ڈھا کر رکھ دیئے جس نے

سلام اُس پر قلم جس کا چلا تیغِ دو دم بن کر
سلام اُس پر کہ آیا جو سلطان القلم بن کر

سلام اُس پر ثریا سے جو پھر ایمان لے آیا
بعد اندازِ سلمانی جو پھر قرآن لے آیا

سلام اُس پر کہ مذہب کا اجالا کر دیا جس نے
اصولِ دین کے ہر مضموں کو بالا کر دیا جس نے

کیا باطل زمانے میں صلیبی ادّعاؤں کو
سلام اُس پر کہ مارا جس نے مصنوعی خداؤں کو

سلام اُس پر دیارِ کفر میں جب نام آتا ہے
کلیسا اُس کی ہیبت سے ابھی تک تھرتھراتا ہے

سلام اُس پر خلیلی شان جس پر ناز کرتی ہے
کہ آگ اُس کے غلاموں کے غلاموں سے بھی ڈرتی ہے

سلام اُس پر کہ جس کے صبر کا چھلکا تھا جام آخر
وہ جس کی بددعا سے کٹ مرا تھا لیکھرام آخر

غلامِ مصطفیٰؐ کی دیکھ کر شانِ گرامی کو
سلام اُس پر کہ کفر آیا تھا خود جس کی سلامی کو

سلام اُس پر زمانے میں جو یکتا تھا نرالا تھا
جو خالی ہاتھ تھا لیکن سہام اللّیل والا تھا

پہنچی تھی سرِ عرشِ بریں آہِ رسا جس کی
شہادت دے رہی ہے آج تک بیت الدّعا جس کی

سلام اس پر جو بے اذنِ شفاعت سرفراز آیا
سلام اُس پر جسے پروانۂ انت المجاز آیا

اجابت منتظر رہتی تھی خود جس کی دعاؤں کی
سلام اُس پر بدل دی جس نے قسمت بے نواؤں کی

مشیّت کو بھی سانچے میں دعا کے ڈھالنے والا
سلام اُس پر جو تھا تقدیرِ مبرم ٹالنے والا

خدا کی رحمتیں نازل مبارک ہوں مدام اُس پر
سلام اُس پر درود اُس پر، درود اُس پر سلام اُس پر

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014/15ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر159)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ نومبر، دسمبر 2014ء اور جنوری 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

لاہور میں پیش آنے والے بعض واقعات

گلشن پارک؛ 18/جنوری 2015ء: یہاں پر رہنے والے ایک احمدی ارشد علی ڈوگر احمدیہ مسجد کے سامنے ہی رہتے ہیں۔ یہ 18/جنوری کے روز صبح کوئی سوا تین بجے کا واقعہ ہے کہ دو نامعلوم افراد موٹر سائیکل پر ارشد علی کے گھر کے سامنے رکے اور لگے بندوق سے ان کے گھر پر گولیاں برسانے۔ چار پانچ فائر اُن کے گیٹ پر کر کے یہ لوگ کچھ آگے چل کر ہوائی فائرنگ کرنے لگے۔ ان میں سے ایک حملہ آور ایک مرتبہ پھر واپس آیا اور اس نے ارشد علی کے گھر کے دروازے پر کچھ اور گولیاں برسائیں۔ ان لوگوں کی دیدہ دلیری دیکھیے کہ کھلے عام یہ کارروائی کرنے کے آدھ گھنٹے بعد یہ لوگ دوبارہ اس گلی میں آئے تا کہ حالات کا جائزہ لے سکیں۔

پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو پولیس کچھ تاخیر سے وہاں پہنچی۔ موقعہ سے گولیوں کے خول اکٹھے کرنے اور ضابطہ کی کارروائی کر لینے کے بعد پولیس نے ارشد علی کو تھانے میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی رپورٹ لکھوانے کا عندیہ دیا اور چلتی بنی۔

گلدشت ٹاؤن؛ 11/جنوری 2015ء: یہاں پر رہائش پذیر ایک ریٹائرڈ پولیس سپرنٹنڈنٹ نے جس کا نام زبیر سرا بتایا جاتا ہے اپنے گھر میں محفلِ میلاد کا اہتمام کیا۔ اس موقعہ پر لاؤڈ سپیکرز کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ سرورِ کائنات، رحمتِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بابرکت روز مخبرِ صادق کی بابرکت اور قابلِ تقلید سیرت وسنّت کو بیان کرنے کی بجائے اس موقع پر احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز تقاریر کی گئیں اور یہ تک ببانگِ دہل کہہ دیا گیا کہ احمدیوں کو ان کے گھروں سے نکال کر قتل کر دینا جائز ہی نہیں بلکہ عین جزوِ ایمان ہے!

جوہر ٹاؤن؛ 18/دسمبر 2014ء: عمیر ریاض جو کہ ایک احمدی ہیں اپنے ایک کاروباری تعلق دار سے ملنے کے لئے گئے تو اس دوست نے ان کو ایک مشروب پیش کیا۔ مشروب میں کوئی نیند آور دوا ملائی گئی تھی چنانچہ اسے پیتے ہی عمیر ریاض بے ہوش ہو گئے۔ اس پر اس شخص نے کچھ اور لوگوں کی مدد سے انہیں کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر کے ان کی ویڈیو بنوائی اور ان کو رہا کرنے کے بدلہ ان کے گھر والوں سے پچاس لاکھ روپے تاوان کا مطالبہ کر دیا۔ بعد ازاں ایک موقع پر جبکہ اس جگہ پر صرف ایک اغوا کار موجود تھا عمیر ریاض وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس واقعہ کی رپورٹ پولیس میں درج کروادی گئی ہے۔

راوی کلفٹن کالونی، شاہدرہ ٹاؤن؛ جنوری 2015: طاہر احمد قریشی یہاں پر اپنا ایک اسکول چلاتے ہیں۔ ان کے سکول سے ملحقہ ایک مسجد کے ملّاں زاہد اقبال نقشبندی نے ان کے اور ان کے اسکول کے خلاف نفرت انگیز پراپیگنڈا شروع کیا ہوا ہے۔ یہ ملّاں اپنے خطبات میں احمدیوں کے خلاف باقاعدہ گھٹیا زبان اور ناقابلِ بیان ہتھکنڈے استعمال کر کے عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً اس کے مطابق احمدی ''مرتد، کافر اور واجب القتل'' ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کو یہ بھی ترغیب دلاتا ہے کہ اپنے بچوں کو قادیانیوں کے سکول میں نہ پڑھاؤ۔

اس ملّاں کی شرّ انگیزیوں کے باوجود علاقہ طاہر احمد کی شرافت اور نجابت کا قائل ہے۔ کچھ روز قبل جب اس شقی القلب ملّاں نے طاہر احمد کے گھر کی دیواروں پر احمدیت کے خلاف نعروں پر مشتمل تحریرات کی وال چاکنگ کرائی تو ایک شریف النفس غیر احمدی ہمسائے نے اس ملّاں کو ایسا کروانے سے منع کیا اور ان فضولیات کو ان کی دیوار سے مٹوا دیا۔ مزید برآں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر اس ملّاں نے پوری گلی کو سجوانے کا اہتمام کیا لیکن طاہر احمد کے گھر کے سامنے کی جگہ کو خالی چھوڑ دیا گیا۔ اس پر ایک مقامی شخص نے کاغذ سے بنی کچھ جھنڈیوں کو ان کے گھر کے سامنے کے حصے پر بھی لگوا دیا۔ اس پر ملّاں نے اس شریف النفس آدمی کو 'کافر' کا ٹھپہ لگا دیا۔ ان حالات میں طاہر احمد قریشی کو پریشانی کا سامنا ہے۔

گلشنِ راوی: ہمارے قارئین نے سال 2013ء کی رپورٹس میں پڑھا ہوگا کہ اپریل 2013ء میں ملّاں نے پولیس کی مدد سے گلشنِ راوی میں موجود احمدیوں کے نماز سنٹر پر چھاپہ ڈلوایا تھا اور اس موقع پر وہاں موجود احمدیوں کو جن میں ایک خاتون اور ایک بچہ بھی شامل تھے زیرِ حراست لے لیا گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد آٹھ احمدیوں کے خلاف جھوٹے طور پر توہینِ رسالت ایکٹ دفعہ 295-B اور انسدادِ دہشت گردی ایکٹ W-11 کے تحت مقدمہ قائم کر دیا گیا تھا۔

یہ مقدمہ ایک سال کے قریب عرصہ تک چلتا رہا اور بالآخر ایک انصاف پسند 'منصف' نے اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے تمام احمدیوں کو ان الزامات سے باعزت بری قرار دے دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس چھاپے کے بعد اس سنٹر کو جو کہ رہائش کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا پولیس کی جانب سے سر بمہر کر دیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس مکان میں رہائش پذیر دوست کی اپنے مکان میں کھڑی گاڑی اور روز مرّہ استعمال کی دیگر اشیاء تک بھی رسائی ممکن نہ رہی تھی۔ اس فیصلہ کے بعد ان چیزوں کو وہاں سے نکالا گیا اور مکان کو کسی غیر احمدی فیملی کو کرائے پر دے دیا گیا۔

ملّاں کو تو احتجاج کا گویا بہانا چاہیے۔ اس فیصلہ کے بعد علاقہ کے ملّاں کو تحفظات پیدا ہونا شروع ہو گئے کہ مبادا یہ گھر دوبارہ نماز سنٹر کے طور پر نہ استعمال ہونا شروع ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس پر احتجاج شروع کر دیا۔ پولیس نے صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے فریقین کو بلوا بھیجا اور احمدیوں سے باقاعدہ ایک تحریر لی گئی کہ وہ اس گھر کو دوبارہ مرکز نماز کے طور پر استعمال میں نہیں لائیں گے۔

اس کے باوجود ملّاں کا احتجاج اب تک جاری ہے!

گلدشت ٹاؤن؛ 19/دسمبر 2014ء: افتخار احمد کے ایک بھائی اپنے گھر سے باہر نکل رہے تھے کہ انہوں نے اپنے گھر کی بیرونی دیوار کے پاس ایک قرآن کریم اور دیگر کچھ کاغذات موجود پائے جن پر اسلامی عبارات لکھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے احتیاط سے انہیں اٹھا کر اپنے گھر کے اندر محفوظ مقام پر منتقل کر دیا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس وقت کوئی شریر وہاں پر موجود نہ تھا ورنہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ کسی نے ایک احمدی کے خلاف معاملہ کھڑا کرنے کے لئے از خود قرآن کریم کی بے حرمتی کر کے الزام احمدی پر لگا دیا اور اس معصوم احمدی کو پھر اس کے نتائج بھگتنا پڑے۔

احمدیہ مسجد کو نذرِ آتش کرنے کی مذموم کوشش

اٹک؛ جنوری 2015ء: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کسی شریر النفس آدمی نے اٹک شہر میں واقع جماعتِ احمدیہ کی مسجد سے ملحقہ ایک دکان کے لکڑی کے دروازے کو آگ لگا دی جبکہ ساتھ ہی واقع ایک احمدی ڈاکٹر کی کلینک کو جن کا نام حمید احمد بتایا جاتا ہے بھی آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ وقت پر اس بات کی خبر ہو جانے اور ریسکیو سروس، فائر فائٹرز وغیرہ کی بروقت کارروائی سے آگ پر قابو پا لیا گیا۔

دو روز بعد یعنی 6/جنوری کو اسی شخص نے یہ حرکت دوبارہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار چوکیدار نے بہادری اور فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ اس پر اس شرارتی نے چوکیدار سے کہا کہ 'یہ قادیانیوں کی عبادتگاہ ہے اور مجھے اسے جلانا ہے۔ اس سے پہلے میں نے اسے آگ لگائی تو تم نے اسے بجھا دیا۔ آج تم مجھے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر رہے ہو۔ تم اچھا نہیں کر رہے۔'

پولیس نے اس شخص کو گرفتار کر کے اس کے خلاف انسدادِ دہشت گردی کی ایک شق کے تحت مقدمہ دائر کر دیا ہے۔

نوکری خطرے میں

لاہور، جنوری 2015ء: فرخ ضیاء الرحمٰن ایک احمدی ہیں جو ایک بلڈنگ کمپنی موسومہ 'ایچ اے بلڈرز' میں کام کرتے ہیں۔ اسی کمپنی میں ایک شخص ارسلان نامی بھی ملازم ہے۔ یہ شخص فرخ ضیاء سے احمدیت کے بارے میں سوالات پوچھتا اور ان سے جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر کا مطالبہ کرتا تھا۔ اس پر فرخ نے اسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفِ لطیف 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا ایک نسخہ تحفۃً دیا۔ اس کتاب کا ملنا تھا کہ ارسلان نے اپنا اصل رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ اس نے نہ صرف خود کھل کر فرخ کی مخالفت شروع کر دی بلکہ اپنے ساتھی ملازمین کو اور کمپنی کے مالک کو بھی فرخ کے خلاف بھڑکانے لگا۔ اطلاعات کے مطابق یہ شخص فرخ کی کرسی پر از خود بیٹھنے کے خواب دیکھ رہا ہے اور اسی خواب کے حصول کے لئے اس نے مذہب کا سہارا لیا ہے۔

اس تمام تر کارروائی کے نتیجے میں کمپنی کے ملازمین احمدیت کی مخالفت کرنے لگے ہیں اور فرخ پر وہاں زمین تنگ پڑنے لگی۔ کمپنی کے دیگر ملازمین اس معصوم احمدی پر گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام لگاتے اور انتہائی افسوسناک رنگ میں یہ بھی کہتے کہ 'کسی کتے کے ساتھ کھانا کھانا قبول ہے لیکن کسی مرزائی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا گوارا نہیں!'

یہ 7/جنوری کا واقعہ ہے کہ کمپنی کے مالک نے لشکرِ طیبہ اور جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والے دو ملّاؤں کو اپنی کمپنی میں بلوایا جنہوں نے فرخ ضیاء سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ: 'تم ایک مرتد ہو، گستاخِ رسول ہو اور واجب القتل ہو۔ ہم تمہارے خلاف 295-C کے تحت مقدمہ قائم کروا دیں گے۔ لیکن تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اس لیے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خاموشی کے ساتھ یہاں سے چلے جاؤ اور کبھی واپس نہ آنا'

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ تمام پراپیگنڈا ارسلان کا رچایا ہوا تھا جو دراصل کمپنی میں فرخ کی پوسٹ ہتھیانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے فرخ پر کمپنی کے مفاد کے خلاف فیصلے کرنے، کمپنی کے ملازمین کو احمدیت کی تبلیغ کرنے اور ان میں احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنے کے الزامات لگائے جس کے ثبوت میں اس نے فرخ کی طرف سے ارسلان کے مطالبہ پر دی جانے والی کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' پیش کر کے فرخ کے خلاف مخالفت کو ہوا دی۔

اس واقعہ کے بعد فرخ نے نوکری پر جانا چھوڑ دیا ہے اور جماعتِ احمدیہ کی انتظامیہ نے انہیں محتاط رہنے کا مشورہ دیتے ہوئے اپنی حفاظت کے لئے مناسب اقدامات کرنے کے لئے کہا ہے۔

اپنے مذہب، اپنے عقیدہ کی پاداش میں اپنے حقوق کی قربانی دینے کے واقعات دورِ اوّل کے مسلمانوں کے ساتھ بھی پیش آتے تھے۔ آج احمدی مسلمان وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کی ذات میں بحیثیت مجموعی دورِ اوّل کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو رہی ہے جبکہ دوسری جانب شرّ پسند ملّاں کن لوگوں کا وطیرہ اپنائے ہوئے ہے، اس کا فیصلہ ہر صاحبِ عقل خود کر سکتا ہے!

احمدی کو شدید دھمکیاں

سِول کوارٹرز، پشاور؛ 24/نومبر 2014ء: یہاں کے رہنے والے بشیر احمد کی پشاور روڈ پر ورکشاپ ہے۔ 24/نومبر کے روز لگ بھگ ڈیڑھ سو افراد ایک ملّاں کی سرکردگی میں ان کی ورکشاپ پر آئے اور ان سے دھمکی آمیز لہجے میں کہنے لگے کہ 'ہم سے مناظرہ کرو یا مسلمان ہو جاؤ'۔ مزید برآں لوگ ورکشاپ کے اندر داخل ہو گئے اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بدزبانی کرنے لگے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ بشیر احمد کو گندی گالیاں دیتے رہے۔ انہوں نے ورکشاپ میں کام کرنے والے لوگوں سے اس بات پر حلف لیا کہ وہ بشیر احمد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھیں گے اور ان کے لئے کام بھی نہیں کریں گے۔

صرف اسی پر بس نہیں، مقامی پولیس نے بھی اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ورکشاپ اور اس کے احمدی مالک کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ چنانچہ ان تمام امور کے پیشِ نظر اس ورکشاپ کو وقتی طور پر بند کر دیا گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

حضرت مسیح موعودؑ کی بچوں سے شفقت

ماہنامہ ’’خالد‘‘ دسمبر 2010ء میں مکرم محمد اکرام صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بچوں کے ساتھ شفقت کے حوالہ سے متفرق واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر خصوصاً شفقت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اولاد میں خودداری اور عزت نفس پیدا کرنے کے لئے ہدایت فرمائی: اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ۔ اس ارشاد میں تربیت اولاد کا بہترین راز مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کا کامل نمونہ تھے۔ آپؑ کا طرز عمل تربیت اولاد اور بچوں پر شفقت کے متعلق بڑا ہی حسین تھا۔

☆ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں کہ: آپؑ بچوں کی خبرگیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپؑ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں۔ مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور خدا کے لیے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدّنظر ہے۔ آپ کی پلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی۔ آپؑ اس کے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف و اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مَر گئی تو آپؑ یوں الگ ہوگئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔

☆ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف ہیں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے ایسی کسی چیز پر برہم نہیں ہوتے جیسے جب سن لیں کہ کسی نے بچہ کو مارا ہے۔ یہاں ایک بزرگ نے ایک دفعہ اپنے لڑکے کو عادتاً مارا تھا۔ حضرت بہت متأثر ہوئے اور انہیں بلاکر بڑی درد انگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ فرمایا: ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے۔ اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کرلیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کرجاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغضوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ فرمایا: جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کرلیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ فرمایا: میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل اپنے نفس کے لیے دعا مانگتا ہوں کہ خدا مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ اور پھر اپنے گھر والوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدّام بنیں اور پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام اور پھر ان سب کے لیے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف تھے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں جب کبھی کسی استاد کے خلاف شکایت آتی کہ اس نے کسی بچے کو مارا ہے تو سخت ناپسند فرماتے اور متواتر ایسے احکام نافذ فرماتے کہ بچوں کو جسمانی سزا نہ دی جائے۔ چھوٹے بچوں کے متعلق فرمایا کرتے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تو مکلّف ہیں ہی نہیں پھر تمہارے مکلّف کیونکر ہوسکتے ہیں۔

☆ حضورؑ کی تربیتِ اولاد کے حوالہ سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ابھی بچے ہی تھے۔ 11 فروری 1904ء کی شام کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام حسب معمول مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے بھائیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے مسجد میں آ گئے اور حضرت اقدسؑ کے پاس آکر بیٹھ گئے اور اپنے لڑکپن کے باعث کسی بات کے یاد آنے پر آپ دبی آواز سے کھلکھلا کر ہنس پڑتے تھے۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ’’مسجد میں ہنسنا نہ چاہئے‘‘۔ جب میاں صاحب نے دیکھا کہ ہنسی ضبط نہیں ہوتی تو چپکے سے چلے گئے اور حضرت اقدسؑ کی نصیحت پر اس طرح عمل کرلیا۔

☆ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ میاں (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لیے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔

☆ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنا ایک ذاتی واقعہ سیرت المہدی میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے حجرہ میں کھڑے تھے۔ والدہ صاحبہ بھی غالباً پاس تھیں۔ مَیں نے کوئی بات کرتے ہوئے مرزا نظام الدین صاحب کا نام لیا تو صرف نظام الدین کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے۔ اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔

☆ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کس شفقت پدری کا نمونہ تھے۔ ایک بار محمود نے جو اس وقت بچہ تھا۔ آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹیں تو وہ اینٹ چبھے۔ مَیں موجود تھا۔ آپ حامد علی صاحب سے فرماتے ہیں حامد علی! چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا۔ اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اس کا ہاتھ اینٹ سے جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی اور عرض کیا یہ اینٹ تھی جو آپ کو چبھتی تھی۔ مسکرا کر فرمایا کہ ’’اوہو چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں مَیں اس سے کھیلوں گا‘‘۔ اس واقعہ سے حضور کے استغراق کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی کہ بچہ کی دلداری کا کس قدر خیال ہے۔

☆ ایک مرتبہ حضرت خلیفہ ثانی نے جبکہ وہ چار برس کے تھے دیا سلائی لے کر حضور کے مسوّدوں کو آگ لگا دی اور آن کی آن میں ساری محنت کو ضائع کردیا۔ مگر آپ نے کسی بھی خفگی یا رنج کا اظہار نہیں کیا بلکہ مسکرا کر صرف اتنا کہا: ’خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہوگی۔ اور اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے‘۔

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ ہم گھر کے بچے مل کر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد صاحب کو چھیڑنے لگ گئے کہ ابّا کو تم سے محبت نہیں ہے اور ہم سے ہے۔ میاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو۔ مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر میاں شریف رونے لگ گئے اور ان کی عادت تھی کہ جب روتے تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگالیں تا کہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہہ رہا ہے پرے پرے کھنچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے کہ شاید اِسے تکلیف ہے اس لیے دُور ہٹتا ہے۔ چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھنچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اس لئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ: جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کررہے ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابّا پیسہ دو۔ اور آپؑ رومال سے پیسہ کھول کردے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تو آپؑ فرماتے تھے کہ میاں اس وقت کام کررہا ہوں تنگ نہ کرو۔

☆ عام طور پر بچوں میں کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچے بھی اس کلّیہ سے مستثنیٰ نہ تھے۔ خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو کہانیاں سننے کا بہت شوق ہوتا تھا۔ حضرت اقدسؑ بھی ان کی دلداری نہیں بلکہ تربیت کے خیال سے کہانیاں سننے کی اور دوسروں کو سنانے کی نہ صرف اجازت دیتے تھے بلکہ خود بھی بعض اوقات سنا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ایک برے بھلے آدمی کی کہانی بھی آپؑ سناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک بُرا آدمی تھا اور ایک اچھا آدمی تھا۔ آخرکار بُرے آدمی کا انجام بُرا ہوا اور اچھے کا اچھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد مرتبہ فرمایا کہ اچھی کہانی سنا دینی چاہئے اس سے بچوں کو عقل اور علم آتا ہے۔

☆ کبھی کبھی بچے بھی آپؑ کو کہانیاں سنایا کرتے تھے اور آپ بیٹھے ہوئے کہانیاں سنتے اور اُکتاتے نہ تھے۔ آپ کا یہ فعل شوق سے نہ تھا بلکہ محض بچوں کی دلداری اور تربیت کے پہلو سے تھا۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں: بارہا مَیں نے دیکھا ہے اپنے اور دوسرے بچے آپؑ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپؑ کو مضطر کر کے پائنتی پر بٹھا دیا ہے اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک اور کوّے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے جارہے ہیں اور حضرت ہیں کہ بڑے مزے سے سنے جارہے ہیں۔ گویا کوئی مثنوی مُلّائے روم سنا رہا ہے۔ حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں، شوخی کریں، سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیرموجود شئے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں۔ آپ نہ تو کبھی مارتے ہیں نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔

☆ 15 فروری 1901ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلباء کا کرکٹ میچ تھا۔ بعض بزرگ بھی بچوں کی خوشی بڑھانے کے لئے وہاں موجود تھے۔ حضرت اقدسؑ کے ایک صاحبزادے نے بچپن کی سادگی میں کہا کہ ابّا تم کیوں کرکٹ پر نہیں گئے۔ آپؑ نے جو جواب دیا وہ آپ کی فطرتی خواہش اور مقصد اعلیٰ کا اظہار کرتا ہے فرمایا: ’’وہ تو کھیل کر واپس آجائیں گے مگر میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا‘‘۔

آپ بچوں کو اس قسم کے کھیلوں میں شریک ہونے سے کبھی نہیں روکتے تھے بلکہ پسند فرماتے تھے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کی خوابوں کو بھی نظرانداز نہ فرماتے تھے بلکہ بعض اوقات فرماتے کہ بچوں کا نفس ذکیہ ہوتا ہے اور اس لیے ان کی خوابیں بھی صحیح ہوتی ہیں۔ اور اپنی اولاد ہی کی خوابوں تک اس امر کو محدود نہ رکھتے تھے بلکہ کسی بھی بچہ کی خواب آپؑ تک پہنچ جاوے اگر وہ خواب کوئی حقیقت رکھتی ہے جس کو حضور خوب سمجھ سکتے تھے تو نہ صرف اُسے نوٹ کرلیتے بلکہ اس پر عمل بھی کرتے۔ غرض اکثر رؤیا بچوں کی آپ نوٹ کرلیا کرتے تھے اور بعض کی ان میں سے اشاعت بھی ہوجاتی تھی۔ چنانچہ جب آپؑ 1905ء کے زلزلہ عظیمہ کے بعد باغ میں تشریف لے گئے تو ڈاکٹر صادق صاحب کے بڑے لڑکے منظور صادق نے ایک رؤیا دیکھی کہ بہت سے بکرے ذبح کئے جارہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس خواب کو سن کر اپنے خاندان کے ہرفرد کی طرف سے ایک ایک بکرا ذبح کیا اور آپ کی اتباع میں ہر شخص نے جو مقدرت رکھتا تھا ہر ممبر خاندان کی طرف سے ایک ایک یا اپنے کُل خاندان کی طرف سے ایک ہی بکرا ذبح کیا اور اس قسم کی قربانیوں سے خون کی ایک نالی جاری ہوگئی تھی۔ کم ازکم ایک سَو بکرا ذبح ہوا ہوگا۔

☆ بچوں کی ہر قسم کی خوشی کی تقریب کو آپؑ مناتے تھے۔ آمین کے جلسے ہوتے تھے اور اس تقریب پر سچی اور حقیقی خوشی کا اظہار ہوتا تھا۔ لیکن آپ یہ کبھی پسند نہ فرماتے تھے کہ ان تقریبات پر کسی قسم کا کوئی ایسا فعل ہو جو خلاف شریعت اور خلاف سنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ بچوں کے عقیقہ کی تقریب تو ان کے بچپن کے ایسے وقت ہوتی ہے کہ ان کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔ البتہ آمین کی تقریب ایسی تھی کہ وہ محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کیا ہورہا ہے۔

☆ حضورؑ بچوں کو گود میں اُٹھائے ہوئے باہر نکل آیا کرتے تھے اور سیر میں بھی اُٹھالیا کرتے۔ اس میں کبھی آپ کو تأمل نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خدام جو ساتھ ہوتے وہ خود اُٹھانا اپنی سعادت سمجھتے مگر حضرت بچوں کی خواہش کا احساس یا ان کے اصرار کو دیکھ کر آپ اٹھا لیتے اور ان کی خوشی پوری کردیتے پھر کچھ دُور جاکر کسی خادم کو دے دیتے۔

صاحبزادی امۃ النصیر کی وفات پر ان کا جنازہ بھی حضور نے اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا تھا اور چھوٹے بازار سے باہر نکلنے تک حضورؑ ہی اُٹھائے ہوئے لے گئے تھے۔

یہ تمام واقعات حضور علیہ السلام کی کمال شفقت اور محبت پر دلالت کرتے ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 27, 2015 – April 02, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 27, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 38-50 with Urdu translation
00:45	Jalsa Salana USA Address: Rec. June 30, 2012.
02:45	Spanish Service: Programme no.14
03:15	Pushto Muzakarah
03:45	Tarjamatul Quran Class: Surah Saad, verses 54-89 and Surah Al-Zumar, verses 1-10. Class no. 237. Recorded on March 25,1998.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no.26.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 51-61 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'dishonesty'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 42.
06:55	Huzoor's Reception In Ontario: Recorded on July 16, 2012.
07:20	Attractions Of Canada
07:50	Seerat Hazrat Masih Ma'ood: Programme no. 1.
08:25	Rah-e-Huda: Recorded on March 21, 2015.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 62.
11:40	Tilawat: Surah Al-Ahkaaf, verses 1-17.
11:55	Seerat-un-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. July 07, 2011. Part 2.
15:40	Hijrat: Programme no. 5.
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Huzoor's Reception In Ontario [R]
18:50	Attractions Of Canada [R]
19:35	Seerat Hazrat Masih Ma'ood [R]
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 21, 2015.

Saturday March 28, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:35	Yassarnal Qur'an [R]
01:15	Huzoor's Reception In Ontario [R]
01:40	Attractions Of Canada
02:10	Friday Sermon: Recorded on March 27, 2015.
03:20	Rah-e-Huda [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 27.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 62-68 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'ways to guard from sin'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no,31.
07:00	MTA International Conference: Recorded on March 22, 2015.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 60.
09:05	Question And Answer session: Recorded on February 25, 1996. Part 1.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on March 27, 2015.
12:15	Tilawat: Recitation of Surah Al-Ahkaaf, verses 19-36.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight: A speech about character and life of Promised Messiah (as).
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	MTA International Conference [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 161.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday March 29, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat [R]
00:45	Dars-e-Malfoozat [R]
00:55	Al-Tarteel [R]
01:25	MTA International Conference [R]
02:30	Story Time [R]
02:55	Friday Sermon: Recorded on March 27, 2015.
04:05	Spotlight [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no, 28.
06:05	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 69-76 with Urdu translation.
06:20	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 42.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on August 27, 2012.
07:45	Faith Matters: Programme no. 161.
08:45	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 23, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 21, 2014.
12:05	Tilawat: Surah Muhammad (saw), verses 1-19.
12:20	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 27, 2015.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on July 07, 2011. Part 2.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:20	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time: Programme no.42.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:30	Faith Matters [R]
20:30	Roots To Branches: Programme no. 6.
21:00	Let's Find Out
21:30	Seerat Hazrat Masih Ma'ood
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session: Recorded March 01, 1998.

Monday March 30, 2015

00:20	World News
00:40	Tilawat [R]
00:55	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
01:05	Yassarnal Quran [R]
01:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal [R]
02:30	Roots To Branches [R]
03:00	Seerat Hazrat Masih Ma'ood [R]
03:40	Friday Sermon: Recorded on March 27, 2015.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 29.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 77-85 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'religion and science'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 31.
07:00	Address To The USA Congress Members: Recorded on July 01, 2012.
08:15	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 23, 1998.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on December 05, 2014.
11:00	Madikeri: A beautiful place in India known as the 'Scotland of India'.
11:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: Programme no. 92.
12:00	Tilawat: Surah Muhammad (saw), verses 20-39.
12:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'religion and science'.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 12, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Prophecies In The Bible: Programme no. 8.
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on March 07, 2015.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Address To The USA Congress Members [R]
19:40	Somali Service: Programme no. 18.
20:25	Rah-e-Huda [R]
21:55	Friday Sermon [R]
23:00	Madikeri [R]
23:25	Prophecies In The Bible [R]

Tuesday March 31, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
00:50	Al-Tarteel [R]
01:20	Address To The USA Congress Members [R]
02:40	Kids time: Programme no. 42.
03:15	Friday Sermon: Recorded on June 12, 2009.
04:25	Aadab-e-Zindagi: The topic is 'April Fool's Day'.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 30.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 86-92 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'the fear of God'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 43.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on December 22, 2012 in Norway.
08:05	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 12.
08:25	Australian Service
08:55	Question And Answer Session: Recorded on March 01, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 27, 2015.
12:20	Tilawat: Surah Al-Fat'h, verses 1-17.
12:25	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'the fear of God'.
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:05	Faith Matters: Programme no. 161.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 13.
15:45	Aadab-e-Zindagi [R]
16:15	Aao Urdu Seekhain [R]
16:45	Islam In The West
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 27, 2015.
20:35	Aao Urdu Seekhain [R]
21:00	Australian Service
21:30	Aadab-e-Zindagi [R]
21:55	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 01, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
00:50	Yassarnal Quran [R]
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
02:30	Aao Urdu Seekhain [R]
02:45	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 13.
03:10	Story Time: Programme no. 60.
03:30	Aadab-e-Zindagi [R]
04:15	Islam In The West [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 31.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 93-102 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'attributes of Allah'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no,31.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 07, 2012.
08:00	Hayat-e-Tayyaba
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on March 27, 2015.
12:10	Tilawat: Surah Al-Fat'h, verses 18-30.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 12, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 65.
15:45	Kids Time: Programme no.42.
16:20	Faith Matters: Programme no. 165.
17:30	Al-Tarteel: Lesson no.31.
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	French Service: Horizons d'Islam. Episode 25.
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:40	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Rec. on March 28, 2015.

Thursday April 02, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat [R]
00:50	Al-Tarteel [R]
01:10	Jalsa Salana UK Address [R]
02:15	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
02:50	Hayat-e-Tayyaba
03:45	Faith Matters [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 32.
06:05	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 103-109 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'writings and speeches of the Promised Messiah (as).
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 43.
07:00	Waqf-e-Nau Ijtema Boys: Recorded on March 01, 2015.
07:55	Beacon Of Truth: Recorded on March 08. 2015.
09:00	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Zumar, verses 7-22. Class no.238. Recorded on March 31, 1998.
10:15	Indonesian Service
11:20	Japanese Service: Programme no. 8.
12:00	Tilawat: Surah Al-Hujuraat, verses 1-19.
12:15	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth: Recorded on March 08, 2015.
14:05	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on March 27, 2015.
15:10	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 12.
15:30	Aadab-e-Zindagi: The topic is 'cleanliness'
16:00	Persian Service: Programme no. 24.
16:25	Tarjamatul Quran Class [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: An Arabic discussion programme
20:25	Faith Matters: Programme no. 163.
21:30	Tarjamatul Quran Class [R]
22:45	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 20 March , 2015 | Issue No. 12

بیشک یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات اور نصرت سے شروع فرمایا ہے اور تائیدات اور نصرت کے نظارے دکھا بھی رہا ہے لیکن ہم سے بھی مطالبہ ہے کہ اس سلسلہ کی غرض وغایت پر نظر رکھیں اور جہاں دنیا کو ان اغراض سے آگاہ کریں، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا دنیا میں اعلان کر کے اسے اس طرف بلائیں، اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور خاتم الرسل ہونے کا ادراک مسلمانوں اور غیر مسلموں میں پیدا کریں وہاں اپنے بھی جائزے لیں کہ کس حد تک توحید ہم میں راسخ ہے اور ہم تسبیح وتحمید کی طرف توجہ کرتے ہیں؟ اسلام کی خوبصورت تعلیم پر ہم کتنا عمل کر رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کس حد تک ہمیں درود بھیجنے کی طرف مائل رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اپنانے کی طرف ہم توجہ دیتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے سلسلہ کے قیام کی اغراض کا بیان اور احباب کو نصائح

دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور لوگوں کی براہ راست احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے ایمان افروز واقعات کا بیان

اگر اللہ چاہے تو تمام دنیا کے دل پھیر سکتا ہے لیکن اس نے ہمارے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ تم بھی اپنی حالتوں کو بدلو۔ اپنے عملوں کو بدلو۔ اپنی تبلیغ کے ساتھ اپنے نمونوں کو اس طرح بناؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اُسوہ قائم فرمایا ہے تا کہ تمہاری کوششوں کو پھل بھی لگیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی تم جزا پانے والے ہو۔

یہ تو الٰہی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم نے غالب آنا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ سے غلبہ کے سامان فرمائے ہیں۔ پس یہ ہماری خاص طور پر انصار اللہ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی حالتوں کو دین اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے توحید کے قیام کے لئے اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کریں اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کی حکومت اپنے دلوں پر قائم کریں۔ اور یہ نمونے پھر اپنی نسلوں کے لئے پیش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے حقیقی انصار بنیں۔

سلسلے کی ترقی کے وعدے ہیں اور یہ پورے ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔ کوئی انسانی ہاتھ اس ترقی میں روک نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اگر ہم اس کے دین کی اشاعت کے لئے معمولی کوشش کریں تو وہ ہمیں نوازتا ہے

مجلس انصار اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 19/اکتوبر 2014ء بروز اتوار مسجد بیت الفتوح لندن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

الحمد للہ کہ انصار اللہ یوکے کا اجتماع جو تین دن پہلے شروع ہوا تھا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ ہر سال یہاں بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی انصار اللہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ انصار کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں اور اجتماع کے پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ انصار اللہ کا مطلب کیا ہے اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟

انصار جیسا کہ آپ جانتے ہیں ناصر کی جمع ہے یعنی ''مددگار''۔ اور انصار اللہ کا مطلب ہوا کہ ''اللہ تعالیٰ کے مددگاروں کی جماعت''۔ انصار کی عمر تنظیمی لحاظ سے 40 سال کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ ویسے تو ہر شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آتا ہے چاہے وہ اس سے چھوٹی عمر کا ہو، مرد ہو یا عورت ہو، اپنے آپ کو عہدِ بیعت کا پابند کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے والا ہونا چاہئے لیکن انصار اللہ کی عمر 40 سال سے شروع ہوتی ہے جو ایک ایسی عمر ہے جو پختہ سوچ اور تمام تر صلاحیتوں کے عروج کی عمر ہے اور پھر ان کی تنظیم کا نام بھی انصار اللہ ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ کیا صرف انصار اللہ کہلانا ہمیں ہمارے فرائض کو پورا کرنے والا بنا دیتا ہے؟

ایک بات ہمیں ہر وقت یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کی مدد کا محتاج نہیں۔ پرسوں ہی مَیں نے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ اگر وہ چاہے تو دین کی خدمت لینے والوں کو براہ راست بھی وسائل مہیا کر سکتا ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے اور ان کے کاموں کو آسان بھی کر سکتا ہے۔ قرآن شریف سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے انبیاء اور انبیاء کی جماعتوں کو تسلی دلاتا ہے کہ مَیں تمہارا مددگار ہوں۔ یا کافر جب اپنی کثرت کی وجہ سے نبی کو ڈراتے ہیں، ان کی جماعت کو ڈراتے ہیں تو نبی کا جواب یہی ہوتا ہے کہ تم مجھے اپنے میں واپس لوٹنے کی باتیں تو کرتے ہو لیکن کیا میرے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے میں تم یا کوئی اور میری مدد کر سکتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ لیکن انبیاء کے سلسلے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو موقع دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اگر تم کوئی کوشش کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اتنا نوازتا ہے کہ عام انسانوں کو جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، ہم معمولی انسان ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے مددگاروں میں شمار کر لیتا ہے۔ پس اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا جو سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شروع فرمایا ہے اور ہمیں اس میں شامل ہونے کی توفیق دی ہے اور پھر ہمیں ایک پختہ سوچ کی عمر تک بھی پہنچایا ہے تو ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔ بیشک یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات اور نصرت سے شروع فرمایا ہے اور تائیدات اور نصرت کے نظارے دکھا بھی رہا ہے لیکن ہم سے بھی مطالبہ ہے کہ اس سلسلہ کی غرض وغایت پر نظر رکھیں اور جہاں دنیا کو ان اغراض سے آگاہ کریں، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا دنیا میں اعلان کر کے اسے اس طرف بلائیں، اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور خاتم الرسل ہونے کا ادراک مسلمانوں اور غیر مسلموں میں پیدا کریں وہاں اپنے بھی جائزے لیں کہ کس حد تک توحید ہم میں راسخ ہے اور ہم تسبیح وتحمید کی طرف توجہ کرتے ہیں؟ اسلام کی خوبصورت تعلیم پر ہم کتنا عمل کر رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کس حد تک ہمیں درود بھیجنے کی طرف مائل رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اپنانے کی طرف ہم توجہ دیتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

اس وقت مَیں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ ارشادات رکھوں گا جو آپ نے اپنے سلسلہ کے قیام کی اغراض کے بارے میں فرمائے۔ اور یہ ارشادات ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔ اگر ہم یہ سوچ بنالیں کہ ہر نصیحت یا ہر حالت کا نقشہ جو نیکوں اور بدوں کا کھینچا جاتا ہے وہ ہماری حالتوں کے جائزے لینے والا اور اصلاح کرنے والا ہونا چاہئے تو ہماری حقیقی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہم حقیقی رنگ میں انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔ ہم حقیقی رنگ میں دوسروں کی تربیت کرنے والے بن سکتے ہیں۔ بہرحال اس وقت جیسا کہ مَیں نے کہا میں چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''بدی ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے اور دل بے اختیار ہو ہو کر قابو سے نکل جاتا ہے خواہ کوئی یہ کہے کہ شیطان حملہ کرتا ہے خواہ کسی اور طرز پر اس کو بیان کیا جاوے یہ ماننا پڑے گا کہ آج کل بدی کا زور ہے اور شیطان اپنی حکومت اور سلطنت کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ بدکاری اور بے حیائی کے دریا کا بند ٹوٹ پڑا ہے اور

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں